ترجمانِ فکرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ

جلد نمبر 6 | اپریل، مئی، جون 2012ء | شمارہ 2

اندھیری شب ہے، جدا اپنے قافلے سے تو
تیرے لیے ہے میری شعلہ نوا قندیل
(اقبالؒ)

- اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
- حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آیات قرآنیہ
- غیر مقلدیت اور قادیانیت کے مشترکہ مسائل
- تمام فتنوں کی بنیاد............ترک تقلید
- ناداں کہیں کے......!!!

(مناظرہ تلہ گنگ میں منکرین حیات الانبیاء علیہم السلام کے فرار کی تفصیلی روداد)

ناشر اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ترجمانِ فکر امینِ اہلِ سنت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
مجلہ سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن
جلد نمبر 6
اپریل، مئی، جون 2012ء
شمارہ 2
بیاد
مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ
بفیضان نظر
امین العلماء قطب العصر
مولانا سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ
پسند فرمودہ
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ
زیر نگرانی
مولانا منیر احمد منور حفظہ اللہ
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی
مولانا عبد الغنی طارق لدھیانوی
مولانا مفتی محمد مجاھد
مولانا محمد طیب حنفی
مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ
مولانا محمد رضوان عزیز
مولانا مقصود احمد
جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں
منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں
ہر بار خط و کتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں
خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں
قیمت فی شمارہ
-/25 روپے
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
بیرون ممالک
امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35ڈالر.......سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25ڈالر.......سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20ڈالر.......سالانہ
برائے رابطہ
دفتر سہ ماہی قافلہ حق سرگودھا
مرکز اھل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا 048-3881487,0346-7357394

فہرست

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

ادار یہ

اسے مرعوب ذہن کی پیداوار کہیے یا اغیار کی محبت کا ثمرہ، کہ آج کا مسلمان مغربی افکار اور نظریات سے اتنا مرعوب ہے کہ اسے ترقی کی ہر منزل مغرب کی پیروی میں ہی نظر آتی ہے۔ ہر وہ قول و عمل جو مغرب کے ہاں رائج ہو چکا ہے اس کی پیروی لازم سمجھتا ہے۔ جہاں یہ بات قابلِ تشویش ہے وہاں قابلِ اصلاح بھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اعمال سے تو ہاتھ دھو ہی بیٹھا کہیں اسلام کو ہی سلام نہ کر بیٹھے۔ آہ! اقبال مرحوم کا وہ شعر وردِ زبان ہو جاتا ہے۔

اپنی ملت پہ قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

مسلمان اگر اسلام کی چھاپ اپنے اوپر لگالے تو یہ باطل کے ہزار ہا رنگ سے بدرجہا بہتر ہے۔ یہی اصول قرآن کریم کے مطالعہ سے ملتا ہے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

(البقرہ:138)

ترجمہ: [ہم نے قبول کر لیا] رنگ اللہ کا، اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے۔

"اپریل فول" دورِ حاضر کا وہ قبیح ترین عمل ہے جو مغربی ممالک میں رواج پذیر ہے۔ دیکھا دیکھی مسلمان بھی اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نہ جانے کیوں انھیں محسوس نہیں ہوتا کہ اس میں پائی جانے والی عقلی قبائح سے قطع نظر اخلاق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ خوش عنوانی کی آڑ میں دوسرے مسلمانوں کی عزت و مال سے کھیلا جائے۔

تاریخ سے تھوڑی سی شدھ بدھ رکھنے والا انسان بخوبی جان لیتا ہے کہ اس کی بنیاد اسلام اور مسلم دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات واضح ہے کہ اسپین پر جب عیسائیوں

نے دوبارہ قبضہ کیا تو مسلمانوں کا بے تحاشا خون بہایا۔ آئے روز قتل وغارت کے بازار گرم کیے۔ بالآخر تھک ہار کر بادشاہ فرڈیننڈ نے عام اعلان کروایا کہ مسلمانوں کی جان یہاں محفوظ نہیں، ہم نے انہیں ایک اور اسلامی ملک میں بسانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو مسلمان وہاں جانا چاہیں ان کے لیے ایک بحری جہاز کا انتظام کیا گیا ہے جو انہیں اسلامی سرزمین پر چھوڑ آئے گا۔ حکومت کے اس اعلان سے مسلمانوں کی کثیر تعداد اسلامی ملک کے شوق میں جہاز پر سوار ہو گئی۔ جب جہاز سمندر کے عین درمیان میں پہنچا تو فرڈیننڈ کے فوجیوں نے بحری جہاز میں بذریعہ بارود سوراخ کر دیا اور خود بحفاظت وہاں سے بھاگ نکلے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا جہاز غرقاب ہو گیا۔ عیسائی دنیا اس پر بہت خوش ہوئی اور فرڈیننڈ کو اس شرارت پر داد دی۔ یہ یکم اپریل کا دن تھا۔ آج یہ دن مغربی دنیا میں مسلمانوں کو ڈبونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہ ہے اپریل فول کی حقیقت!

ظاہر بات ہے کہ جس عمل کی بنیاد اسلام دشمنی پر ہو اس کے شر بلکہ اشر ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اگر سنن ابی داوٗد کی اس حدیث:

مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ

(رقم:4033)

کہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔

پر غور کریں تو جسم پر لرزہ طاری کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو لوگ اپریل فول مناتے ہیں اندیشہ ہے ان کا انجام بروز قیامت یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہو۔ جھوٹ کی غلاظت میں لت پت یہ دن کہیں ہمیں اس حدیث سے غافل نہ کر دے۔

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:33)

<u>ترجمہ:</u> منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

اور یہ حدیث بھی کہ:

إِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ، وإنَّ البِرَّ يَهْدِي إلى الجنَّة، وإن الكَذِبَ فُجُورٌ، وإنَّ الفُجُورَ يَهدِي إلى النّار

(صحیح مسلم، رقم الحدیث:2607)

ترجمہ: سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا گناہ ہے اور گناہ [جہنم کی] آگ کی طرف لے جاتا ہے۔

اس دن مذاق کے عنوان سے دوسروں کو ڈرانے اور دھمکانے کا جو سلسلہ ہے اس کے نتائج 2 اپریل کے اخبارات سے بخوبی معلوم ہو جاتے ہیں کہ کتنے لوگ ہارٹ اٹیک کا شکار ہوگئے۔ کتنے لوگ جلد بازی کی بھینٹ سے چڑھ کر حادثات کی موت مر گئے اور کتنے لوگ ذہنی ڈپریشن میں پڑ کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اس قبیح فعل سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور حکومت وقت کو بھی اس پر پابندی لگانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

شیخ الہند کی جرات

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ جب مالٹا میں اسیر تھے تو ان کو بہت سخت تکلیفیں دی گئیں۔ حتیٰ کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: حضرت! کوئی ایسا لفظ بول دیجئے کہ فرنگی آپ کو تکلیف دینا بند کر دے۔ فرماتے ہیں جب میں نے یہ بات کہی تو شیخ الہند نے میری طرف دیکھ کر کہا: حسین احمد! تم کیا سمجھتے ہو؟ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال کا، امام ابو حنیفہ کا، امام احمد بن حنبل کا، میں روحانی فرزند ہوں حضرت مجدد الف ثانی کا، شاہ محدث دہلوی کا۔ یہ لوگ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں لیکن میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔

مولانا اشفاق ندیم

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آیات قرآنیہ

مولانا مفتی عبدالواحد قریشی

اہل السنۃ والجماعۃ کے بہت سارے عقائد ہیں۔ جیسے توحید، رسالت، معاد وغیرہ، انہی عقائد میں سے ایک عقیدہ "حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" ہے۔ اس عقیدہ کا مختصر تعارف یہ ہے کہ نبی علیہ السلام دنیا میں تشریف فرما ہونے کے بعد جب موت کا ذائقہ چکھتے ہیں تو اس کے بعد قبر مبارک میں نبی علیہ السلام کو زندگی عطاء کی جاتی ہے۔ یہ زندگی روح اور جسم عنصری کے تعلق کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اسی کی وجہ سے قبر مبارک پر پڑھے جانے والے صلوۃ وسلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ امت مسلمہ میں اجماعی رہا ہے۔ احناف، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ جو اہل السنۃ والجماعۃ ہیں، ان میں سے کوئی بھی اس عقیدے کا منکر نہیں اور یہ عقیدہ ان کو قرآن وحدیث واجماع سے ملا ہے۔ اس دور میں اہل حق علماء دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ انہیں توارث سے ملا ہے۔

یہ عقیدہ قرآن مجید، تفاسیر، احادیث، شروح احادیث، کتب عقائد وکلام اور رسائل صوفیاء کرام میں ملتا ہے۔ تمام کا احصاء تو اس مختصر مضمون میں نہیں ہو سکتا اس لیے صرف قرآن مجید کی تفاسیر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ

(البقرۃ:154)

کی تفسیر میں علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فلیس الشهید بأولیٰ من النبی وان نبی الله حی یرزق فی قبره کما ورد فی الحدیث

(احکام القرآن تھانوی ج1ص92)

یعنی شہید نبی سے تو بہتر نہیں اور بالیقین اللہ کے نبی قبر میں زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا

(الاحزاب:53)

کی تفسیر میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قلت وجاز ان يكون ذلك لاجل ان النبي صلى الله عليه وسلم حيّ في قبره ولذلك لم يورث ولم يتئم أزواجه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى عليّ عند قبري سمعته ومن صلّى عليّ نائيا أبلغته رواه البيهقي في شعب الايمان.

(تفسیر مظہری ج7ص408)

یعنی میں [مفسر علام رحمہ اللہ] کہتا ہوں کہ ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہونے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بیوہ نہیں ہوتیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود عرض کرے گا میں اسے بنفس نفیس سنوں گا اور جو دور سے پڑھے گا تو وہ مجھے پہنچایا جائیگا۔ اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

اسی طرح اسی آیت کی تفسیر کے تحت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہے۔ (اس کی دو جہیں ہیں۔ از ناقل) وہ بنص قرآن مومنوں کی مائیں ہیں...... اور دوسری وجہ یہ کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی زندہ شوہر گھر سے غائب ہو۔

(تفسیر معارف القرآن ج7ص203)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ

(آل عمران:169)

اس کی تفسیر میں سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا ان کے ابدان مقدسہ کے ساتھ قائم رہنا اور قبر پر جاکر سلام کرنے والے کے سلام کو سننا اور اس کا جواب دینا (ثابت) ہے۔

(تفسیر کشف الرحمن ج1ص114)

یاد رہے کہ اس تفسیر پر مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری رحمہ اللہ کی تقاریظ ثبت ہیں اور یہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی نگرانی میں طبع ہوئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

(الاحزاب:45)

اس آیت کی تفسیر میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام انبیاء کرام علیہم السلام خصوصا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(معارف القرآن ج7ص177)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

(الاحزاب:40)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کا یہ قول بلا نکیر نقل فرماتے ہیں: فحصل من مجموع هذا الكلام النقول والاحاديث ان النبي صلى الله عليه وسلم حي بجسده وروحه

(روح المعانی ج22ص36)

یعنی اس تمام کلام سے یہ بات حاصل ہوئی کہ نقول واحادیث کے مطابق نبی علیہ السلام اپنے جسد اور روح کے ساتھ زندہ ہیں۔ پھر آگے مزید لکھتے ہیں:

والمرئى اما روحه عليه الصلاة والسلام التي هي اكمل الارواح تجردا وتقدسا بان تكون قد تطورت وظهرت بصورة مرئية بتلك الروية مع بقاء تعلقها بجسده الشريف الحي في القبر السامي المنيف

(ایضاً ج22ص37)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نظر آنے والی یا تو روح مقدس ہوگی جو کہ تمام روحوں سے مقدس ہے۔ لیکن اس کا تعلق قبر شریف میں جسد مبارک سے ہوگا جو کہ زندہ ہے۔ مزید ارقام فرماتے ہیں:

وقد الف البيهقي جزء في حياتهم في قبورهم واورده فيه عدة اخبار

(ایضاً ج22ص38)

یعنی امام بیہقی رحمہ اللہ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اپنی قبور میں زندہ ہونے پر ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں بہت سی احادیث ذکر کی ہیں۔ مزید لکھتے ہیں:

ثم ان كانت تلك الحيوة في القبر وان كانت يترتب عليها بعض مايترتب على الحيوة في الدنيا المعروفة لنا من الصلاة والاذان والاقامة ورد السلام المسموع۔

(ایضاً ج22ص38)

جس کا حاصل یہ ہے کہ قبر کی اس زندگی پر دنیا والے کچھ احکام لگتے ہیں جیسے نماز، اذان، اقامت اور سنے ہوئے سلام کا جواب دینا۔

فَضَرَبْنَا عَلَى آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا

(الکهف:11)

کی تفسیر میں امام رازی رحمہ اللہ نے کرامت کی بحث چھیڑ دی اور اسی میں یہ بھی درج کیا:

اما ابوبکر فمن کراماته انه لما حملت جنازته الی باب قبر النبی صلی الله علیه وسلم ونودی: السلام علیك یارسول الله هذا ابوبکر بالباب فاذا الباب قد انفتح واذا بهاتف یهتف من القبر :"ادخلوا الحبیب الی الحبیب"

(مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر ج7ص433)

یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے یہ ہے کہ جب ان کا جنازہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر اٹھا کر لایا گیا اور "السلام علیك یارسول الله" عرض کر کے کہا گیا کہ یہ ابو بکر دروازے پر حاضر ہیں تو دروازہ کھل گیا اور قبر مبارک سے آواز دینے والے کی آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس داخل کر دو۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ،

(النساء:64)

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عن علی رضی الله عنه قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بثلاثة ایام فرمی بنفسه علی قبر رسول ،وحثا علی راسه من ترابه فقال قلت یارسول الله: فسمعنا قولك ووعیت عن الله فوعینا عنك وکان فیها انزل الله علیك وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ الخ وقد ظلمت نفسی.وجئتك تستغفر لی، فنودی من القبر انه قد غفر لك **(الجامع الاحکام القرآن ج5ص255)**

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے کے 3 دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر پر گر کر سر پر مٹی ڈال کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محفوظ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر "وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ الخ" نازل ہوئی اور یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے استغفار کریں تو قبر مبارک سے آواز آئی کہ تیری بخشش کر دی گئی۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہو سکتی تھی، اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے...... اس کے بعد حضرت نے درج بالا واقعہ بحوالہ تفسیر بحر محیط ذکر فرمایا ہے۔

(معارف القرآن ج2ص459،460)

اسی طرح اسی آیت کے تحت علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے علامہ عتبی رحمہ اللہ کا واقعہ درج کیا ہے کہ ایک شخص نے آکر قبر مبارک پر استشفاع کیا تو خواب میں علامہ عتبی رحمہ اللہ کو نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی کہ اس شخص کو بشارت دے دو کہ اللہ تعالی نے اس کی مغفرت فرمادی۔

(تفسیر ابن کثیر ج2ص315)

وَاسْئَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا **(الزخرف:45)**

کے تحت حضرت مولانا علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یستدل به علی حیوة الانبیاء

(مشکلات القرآن ص234)

یعنی اس سے حیات الانبیاء پر دلیل پکڑی گئی ہے۔

وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا

(الاحزاب:53)

کی تفسیر میں مفسر قرآن حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
اس مسئلہ کی نہایت بحث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی کتاب آب حیات میں ہے۔انتہی کلامہ اور آب حیات کس مسئلہ پر لکھی گئی اہل مطالعہ پر یہ مخفی نہیں۔

اہم اطلاع

صوبہ خیبر پختونخواہ میں اتحاد اہل السنت و الجماعت کے کام کو منظم کرنے کے لیے صوبائی امیر حضرت مولانا قاری رسال محمد صاحب زید مجدہ آف صوابی اور نائب امیر مفتی عبدالواحد قریشی آف ڈیرہ اسماعیل خان کو مقرر کیا گیا ہے۔ اتحاد اہل السنت و الجماعت کے کارکن صوبائی سطح پر ان کی اطاعت کریں اور ہمارے مسلکی کاز میں معاون حضرات،ان کا بھرپور تعاون کریں۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

تمام فتنوں کی بنیاد...... ترک تقلید

مولانا محمد عظیم حفظہ اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق قرب قیامت میں فتنوں کا دور دورہ ہو گا جس کی طرف جامع ترمذی کی حدیث مبارکہ میں اشارہ ہے:

وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ بَالٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ

(جامع الترمذی ج2ص492)

کہ فتنے یوں پے در پے آئیں گے جیسے مالا کا دھاگہ ٹوٹنے سے موتی گرتے ہیں۔ اس دور میں یہ پیشن گوئی پوری ہو رہی ہے۔ اگر ان تمام فتنوں کے پیدا ہونے کی وجوہات پر غور کیا جائے تو سب سے بڑی وجوہ اسلاف سے بیزاری، ان کی تحقیقات سے روگردانی اور سب سے بڑھ کر ان نفوس قدسیہ پر بدگمانی ہے جنہوں نے دین اسلام کی تدوین میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ عام الفاظ میں ہم اسے ترک تقلید [جس کا مرتکب "غیر مقلد" کہلاتا ہے] سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ جی ہاں! ترک تقلید ہی اسلافِ امت اور فقہاء کرام رحمہم اللہ کی سمجھ کو پیروں تلے روند کر خود ساختہ تحقیق اور نفسانی خواہشات کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے۔ جو بھی فتنہ اٹھتا ہے اس کی ابتداء اسی ترک تقلید سے ہوتی ہے۔ کچھ فتنوں کا حال بطورِ نمونہ پیشِ خدمت ہے۔

قبر پرستی:

ایک دفعہ حکیم العصر حضرت مولانا مفتی عبد المجید لدھیانوی مدظلہ، شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا، کے سامنے ایک شخص کہنے لگا کہ مقلد ہی ہمیشہ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں، غیر مقلدوں نے کبھی قبروں پر سجدہ نہیں کیا۔ اس پر حضرت حکیم العصر مدظلہ نے فرمایا: بھئی! مقلد اس کو کہتے ہیں جو ائمہ کرام کی تقلید کرے اور کسی امام سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے قبروں کو سجدہ کرنا جائز قرار دیا ہو، تو ان کی تقلید کرنے والے قبروں پر سجدہ بھی نہیں کرتے اور

جو سجدہ کرتے ہیں وہ ان کے مقلد نہ ہوئے بلکہ غیر مقلد ہوئے۔ تو پتہ چلا قبروں پر سجدہ کرنا غیر مقلدوں کا کام ہے۔

پھر وہ شخص کہنے لگا: اچھا ایک اور بات یہ بھی ہے کہ آج جن کی قبروں پر سجدے ہوتے ہیں وہ تمام مقلدین ہیں۔ جیسے حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ، خواجہ علی ہجویری رحمہ اللہ وغیرہ، جبکہ غیر مقلدین میں سے کسی بزرگ کی قبر پر سجدہ ریزی نہیں ہوتی۔ جیسے داؤد غزنوی، نواب صدیق حسن خان وغیرہ۔ اس پر حکیم العصر مدظلہ نے فرمایا: پچھلی امتوں میں یہود و نصاریٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر سجدے کئے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِیَائِھِمْ مَسَاجِدَ۔

(صحیح البخاری ج1ص177)

وہاں لعنتوں والا کام یہود و نصاریٰ نے کیا کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا اور یہاں لعنتیوں والا کام ان غیر مقلدوں نے کیا، جنہوں نے ائمہ کرام کے منع کے باوجود ترک تقلید کرتے ہوئے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ حضرت حکیم العصر دامت برکاتہم کے اس حکیمانہ جواب سے بالکل واضح ہو گیا کہ قبر پرستی کی جڑ اور بنیاد "ترک تقلید "ہی ہے۔ غیر مقلدین کے صف اول کے "مجدد"، "علامہ "وحید الزمان نے اپنی کتاب ہدیۃ المہدی پر لکھا ہے:

فلو فعل ھذہ الافعال التعظیمیۃ مثل الطواف او التقبیل او القیام او الانحناء او الرکوع او السجود عند قبر نبی او ولی وکان قصدہ التحیۃ لصاحب القبر دون العبادۃ فیاثم غیر انہ لا یصیر مشرکا ولا کافرا۔ (ص15)

ترجمہ: اگر انسان یہ افعال تعظیمیہ مثلاً طواف، بوسہ، قیام، جھکنا، رکوع یا سجود نبی یا ولی کی قبر کے پاس کرتا ہے اور اس کا مقصد صاحبِ قبر کی تعظیم ہو نہ کہ عبادت، تو یہ گناہ گار تو ہو گا لیکن مشرک و کافر نہ ہو گا۔

الحاد:

دین میں "الحاد" کی بنیاد بھی ترک تقلید ہی ہے۔ قرآن کی اصطلاح میں آیات قرآنی سے عدول وانحراف کو "الحاد" کہا جاتا ہے۔عام طور پر الحاد ایسے انحراف کو کہا جاتا ہے کہ ظاہر میں قرآن کریم کی آیات پر ایمان اور تصدیق کا دعوی ہو مگر ان کے معانی اپنی طرف سے گھڑے جائیں جو جمہور امت کے خلاف ہوں۔ جیسے غلام احمد پرویز لفظ "اللہ" سے اللہ کا ذاتی نام مراد لینے کے لیے تیار نہیں بلکہ کہتا ہے کہ اس سے مراد "قانون" ہے۔ اسی طرح علامہ مشرقی نے شیطان سے کوئی خاص شخصیت مراد نہیں لی بلکہ اس کا معنی "غصہ" کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ جبرئیل کوئی فرشتہ نہیں ہے بلکہ ایک پاکیزہ قوت کا نام ہے۔ ان تمام "محققین" نے یہ معانی تمام امت سے کٹ کر کیے ہیں۔ وجہ وہی غیر مقلدانہ طبیعت تھی کہ اسلاف امت سے کٹ کر یہ معانی کرتے چلے گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے غیر مقلد تھا جیسا کہ اس کے بیٹے مرزا بشیر نے اس کی سیرت میں لکھا ہے کہ عقائد وتعامل کے لحاظ سے مرزا قادیانی اہل حدیث [غیر مقلد] تھا۔

(سیرت المہدی ج1ص334)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفہ اول حکیم نور الدین بھی غیر مقلد ہی تھا۔

(تاریخ احمدیت ج4ص69)

غیر مقلدین کے مولوی حسین بٹالوی اپنے 25سالہ تجربے کی بنیاد پر تحریر کرتے ہیں کہ لوگ بے علمی کی وجہ سے تقلید کو ترک کرتے ہیں اور پھر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔

(رسالہ اشاعت السنہ نمبر 2 ج11مطبوعہ1888ء)

مولوی موصوف اپنی اس بات سے اس کہاوت کے مصداق بنتے ہیں "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے"۔ موصوف خود غیر مقلد ہیں اور ان کے خطاب کا رخ بھی غیر مقلدین ہی کی طرف ہے۔

انکار حدیث:

اس فتنہ کی بنیاد بھی ترک تقلید ہی ہے۔ منکرین حدیث کی تاریخ کو دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ پہلے غیر مقلدیت کے زینہ پر قدم رکھتے ہیں اور بالآخر انکار حدیث کر کے اپنے دل سیاہ کر بیٹھتے ہیں۔ مشہور منکر حدیث عبد اللہ چکڑالوی غیر مقلد ہی تھا۔ شیخ محمد اکرام ان کے متعلق لکھتے ہیں: یہ اپنے آپ کو اہل قرآن کا لقب دیتے ہیں۔اس گروہ کا بانی مولوی عبد اللہ چکڑالوی پہلے اہل حدیث [غیر مقلد] تھا۔

(موج کوثر ص71)

منکرِ حدیث نیاز فتح پوری بھی پہلے غیر مقلد ہی تھا، پھر منکر حدیث بنا، اس کی تحریرات اس پر شاہد ہے۔ایک مقام پر مسلمانوں کے بارے میں لکھتا ہے: ان سب کے نزدیک اسلام نام ہے صرف کورانہ تقلید کا اور تقلید بھی رسول اللہ واحکام رسول کی نہیں بلکہ بخاری ومسلم ومالک وغیرہ کی۔

(من ویزدان حصہ اول ص547)

ان کے علاوہ بھی جتنے منکرین حدیث ہیں ان کا تخم ضریر بھی غیر مقلدیت ہی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر عدم اعتماد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس ہستیاں جن کو قرآن میں "رضی اللہ عنہم" کا سرٹیفکیٹ ملا اور ان کے ایمان کو امت کے لیے کسوٹی قرار دیا گیا۔ ان عظیم ہستیوں پر اعتماد نہ کرنے اوران کو حجت نہ ماننے والوں کی کڑی بھی غیر مقلدیت سے ملتی ہے۔ غیر مقلدین کے جد امجد نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا ہے:

فعل الصحابی لایصلح حجة

(التاج المکلل ص292)

صحابی کا فعل حجت نہیں بن سکتا۔

اور غیر مقلدین کے "شیخ الکل فی الکل" نذیر حسین دہلوی بھی نہ رہ سکے اور لکھا:

زیرا کہ قول صحابی حجت نیست

(فتاوی نذیریہ ج1ص340)

ان کے "شیخ العلام" ان سے بھی دو قدم آگے بڑھے اور یہ لکھ مارا:

ومنہ یعلم ان من الصحابۃ من ھو فاسق کالولید ومثلہ یقال فی حق معاویۃ وعمرو ومغیرۃ وسمرۃ

(نزل الابرار ج2ص94)

ترجمہ: اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں، جیسے ولید۔ اسی کے مثل کہا جائے گا معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرہ کے حق میں [کہ یہ تمام صحابہ بھی فاسق تھے ۔۔۔ نعوذ باللہ]

محترم قارئین! آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان لوگوں کے زہریلے قلم کو ملاحظہ کیا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو حجت نہ ماننا اور ان کو فاسق تک کہنا بغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مظہر ہے اور ان تمام تر گستاخیوں کا سبب بھی "ترک تقلید" ہی ہے۔

فقہاء کرام رحمہم اللہ کی گستاخی:

فقہاءِ دین کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ خود دین اسلام کی تاریخ قدیم ہے۔ ایک مؤرخ کے لیے ناممکن ہے کہ تاریخ اسلام کے تذکرے میں فقہاء کرام کی فقہی خدمات سے صرفِ نظر کر سکے۔ نصِ قرآنی:

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

(النساء:59)

ترجمہ: اطاعت کرو اللہ تعالیٰ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جو تم میں صاحبِ امر ہیں۔

میں " أُولِي الْأَمْرِ " کے مصداق فقہاء کرام کی عظیم الشان اور ناقابل انکار خدمات کا انکار سورج کی روشنی کو انگلی سے چھپانے کی ناکام کوشش ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«فَقِيهٌ واحِدٌ أشدُّ على الشَّيْطانِ من ألفِ عَابِدٍ» (الحدیث)

ان عظیم ہستیوں کی گستاخی صرف ترک تقلید کے زہر سے بھرے سانپ سے ڈسا مریض ہی کر سکتا ہے۔ "علامہ" وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ہے: خدا ان فقہاء سے بچائے انہوں نے زندگی میں بہت سی باتیں دین میں بڑھائیں اب مرنے کے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔

(لغات الحدیث ج2ص285)

نعوذباللہ۔ یہ بغض فقہاء کی بدترین مثال ہے۔

غیر مقلدین کے پیر داود غزنوی لکھتے ہیں:...... دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث [غیر مقلدین] حضرات ائمہ اربعہ [فقہاء] کی توہین کرتے ہیں بلا وجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلاء ہو رہے ہیں۔

(سوانح داؤد غزنوی ص87)

ایک اور واقعہ بھی ملاحظہ ہو جو عبرتناک بھی ہے اور قابل مذمت بھی۔ غیر مقلدین کے پیر مولوی عبدالجبار غزنوی کا ایک شاگرد تھا، نام اس کا عبدالعلی تھا، اس نے کہا کہ ابو حنیفہ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں۔ کیونکہ انہیں صرف 17 حدیثیں آتی تھیں [حالانکہ وہ حافظ الحدیث تھے ، ملاحظہ ہو "مقام ابی حنیفہ" مصنفہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ۔ از ناقل] اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔ جب یہ بات مولوی عبدالجبار صاحب تک پہنچی تو انہوں نے کہا مجھے لگتا ہے یہ شخص عنقریب مرتد ہو جائے گا اور وہ شخص ایک ہفتہ بعد مرزائی ہو گیا۔ اس پر مولوی عبدالجبار صاحب نے فرمایا کہ اس کی گستاخی کی اطلاع ملتے ہی بخاری

شریف کی حدیث میرے ذہن میں آگئی: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ (حدیث قدسی) اور میری نظر میں امام ابو حنیفہ (رحمہ اللہ) ولی اللہ تھے۔ (سوانح داؤد غزنوی ص 191)

اس واقعہ سے جہاں عبرت ملتی ہے، یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ فقہاء کی گستاخی بھی غیر مقلدانہ روش ہی کا ثمرہ ہے۔

محدثین رحمہم اللہ کی توہین:

امام بخاری رحمہ اللہ کے قصیدے پڑھ کر پیٹ پالنے والوں [غیر مقلدین] کی اپنی تحقیق کی مشین میں اگر امام بخاری رحمہ اللہ بھی آجائیں تو ان کی پگڑی اچھالنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ " تلاش حق "نامی کتاب غیر مقلدین کے ارشاد اللہ مان نے لکھی اور بصیرت سے خالی مبشر ربانی نے اس پر نظر ثانی کی۔ کتاب کے ص 655 پر" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آنا" کے عنوان سے ایک باب قائم کیا۔ اس کے تحت لکھا کہ اس عقیدہ کی عمارت بغیر بنیاد کے قائم ہے، یہ عقیدہ تو آیات قرآنیہ کا صریح کفر کرتا ہے۔ (تلاش حق ص 655)

حقیقت یہ ہے کہ اس تکفیری فتوے کی زد میں اسلاف امت اور محدثین عظام خصوصاً امام بخاری رحمہ اللہ بھی آگئے۔ کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باقاعدہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا باب قائم کیا ہے۔

"بَاب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ "۔

پھر اس کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ذکر کیا:

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي (بخاری رقم 6993)

غیر مقلدین کے نزدیک تو اس وجہ سے معاذاللہ امام بخاری رحمہ اللہ صریح کافر ٹھہرے۔ یہ محدثین کی توہین صرف غیر مقلدانہ ذہنیت اور خود رائی کی وجہ سے کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ترک تقلید جیسے مہلک مرض سے محفوظ فرمائے۔ آمین

یہ عبرت ہے عقل والوں کے لیے

مولانا مقصود احمد سکھیرا

دنیا کے اندر ایک بہت بڑا طبقہ خود کو دانش ور، عقل مند، اور عقل کل سمجھنے والا ایسا موجود ہے جس کا امتیازی نشان اسلام کے مسلمہ اصول، متوارثہ مسائل اور حدود شرعیہ پر اپنے عقل خام سے اعتراض ہی نہیں بلکہ انکار تک کر دینا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اپنی عقل (بد عقل) کو میزان مقرر کر کے ہر عقیدہ، مسئلہ وغیرہ کو اس پر تجرباتی طور پر پرکھتے ہیں۔ جب ناقص عقل میں اس کی حکمت و حقیقت سمجھ نہیں آتی تو نتیجہ انکار نکلتا ہے۔ اسی وجہ سے وہی "دانشور" کہلانے والا طبقہ کیمونسٹ جو اپنے حقیقی خالق ومالک اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتے ہیں، تو دوسری طرف وہ لوگ بھی موجود ہیں جو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے انکاری ہیں۔

الغرض موت کے علاوہ تمام حقیقتوں کو بے حقیقت اور انکار کرنے والے دنیا میں موجود ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو معاشرتی دنیا میں اچھا گروہ، طبقہ اور مہذب انسان بھی سمجھتے ہیں۔ لیکن اس سے بھی حیران کن بات یہ ہے یہ تمام طبقے توحید ورسالت، وجود ملائکہ وغیرہ کا انکار کرتے ہیں لیکن عقل کا انکار نہیں کرتے بلکہ عقل کے بارے اپنے آپ کو عقل ودانش کے دھنی سمجھتے ہیں۔ اپنی عقل، فہم وفراست کا انکار تو کیا غلط بھی نہیں سمجھتے۔ اس کے برعکس مجیر العقول صرف ایک طبقہ ایسا ہے جو توحید ورسالت، ملائکہ، معاد وغیرہ کا اقرار کر کے "فقہ" یعنی فہم وسمجھ کا انکار کرتا ہے، گویا کہ اس طبقے کا تمام اہل السنۃ سے اختلاف ونزاع کی وجہ عقل وفقہ سے لڑائی ہے۔

اس لیے کہ اس طبقے میں فقہ (سمجھ وعقل) نامی کوئی چیز نہیں الٹا فقہ سے چڑ اور لڑائی ہے۔ اس لیے ان میں بے عقلوں اور بے وقوفوں کی علامات مثلاً ضد، ہٹ دھرمی، کسی بڑے پر عدم اعتماد، خود اجتہادی، فقہاء سے دشمنی، ننگے سر رہنا، کسی مسئلہ میں دلائل کے باوجود تحقیق

کے نام پر راہ فرار اختیار کرنا وغیرہ پائی جاتی ہیں، جب کہ فقہ کو قرآن وحدیث کی تشریح یا وسعت ماننا عقل کے عین مطابق ہے۔وہ اس طرح کہ قرآن، حدیث اور فقہ یہ تین ذاتوں کا کلام ہے۔"قرآن"کلام خدا، اس کی تشریح"حدیث"کلام مصطفی اور اس کی استخراجی صورت "فقہ"کلام فقہاء ہے اور ان تین کلاموں میں سے پہلے کلام خدا کو پھر کلام مصطفی اور پھر کلام فقہاء کو ماننا یہ ترتیب صحیح اور عقل کا مقتضیٰ ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے بذریعہ وحی قرآن میں خوش اسلوبی سے ایسی دقیق اور معجز عبارات کو سورتوں کے مالوں میں آیتوں کے موتیوں کو پرویا کہ جس کی مِثل لانے کا پوری کائنات کے جن وانس کو عالمگیر چیلنج کر دیا، لیکن تمام کے تمام قرآنی فصاحت وبلاغت کے اعجاز کے سامنے بے بس ولاچار ہونے کے ساتھ ساتھ قرآنی اجمال کی تشریح وتفصیل یا علمی کتاب کی عملی صورت ایک ایسی باعلم وباکمال پیکر حسن اخلاق ذات کا انتظار کرنے لگے جس کا علم وتقویٰ وغیرہ تمام کائنات سے زیادہ ہو، کیونکہ کلام خدا کے اندر غوطہ خوری اور اس کے دقائق ولطائف سے تفصیل کے پردے اٹھانا ہر آدمی کا کام نہیں بلکہ اس کے لیے تو اعلی علم وفضل کے ساتھ ساتھ جودت ذہن مضبوط استعداد کی حامل ایسی معلم ذات کی ضرورت ہے جس کی تعلیم وتربیت بھی براہ راست اللہ کی طرف سے ہو تو ان اوصاف کی حامل ذات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جس کے اندر یہ تمام اوصاف و کمالات بدرجہ اتم ودیعت رکھے گئے ہیں، جس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے قرآن کی تشریح اور وضاحت کرنے کا حکم حضور علیہ السلام کو دیتے ہوئے فرمایا:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

(النحل:44)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف قرآن نازل کیا تا کہ آپ علیہ السلام خوب کھول کھول کر لوگوں کے لیے بیان کریں جو ان کی طرف تیرے رب کی طرف سے نازل کیا گیا۔ ایک اور ارشاد باری ہوتا ہے:

یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ

(المائدہ:67)

ترجمہ: اے رسول! جو قرآن آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اسے پہنچاؤ۔ تو یہ وضاحت اور پہنچانے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے دیا گیا کہ کلام خدا کی فصاحت وبلاغت اجمال واغلاق، اعجاز واختصار کو سمجھنا کسی معمولی آدمی کا کام نہیں بلکہ اس صاحب علم وفضل کا کام ہے جس کی تعلیم وتربیت براہ راست اللہ کی طرف سے ہو جو کلام خدا کی پیچ ودقائق کو سمجھے تو ایسی شخصیت کو "نبی" اور جن الفاظ سے قرآن کی تشریح کرتا ہے، اس کو "حدیث" کہا جاتا ہے۔ چونکہ نبی کا کلام بھی عام آدمی کے کلام کی طرح تو نہیں ہوتا وہ بھی دنیائے کلام میں فصاحت وبلاغت یا وقتی حکمت کے پیش نظر بہت ساری تفصیل وتشریح کو اپنے اندر گوہرِ صدف کی طرح مدغم کر دیتا ہے تو اس کلام سے اجمال کے پردے ہٹا کر تہہ میں چھپے احکام ومسائل کے موتی نکالنا یہ بھی اسی آدمی کا نصیب ہو سکتا ہے جس کی علمی لیاقت، قرآن وحدیث پر مہارت خداداد فقاہت وغیرہ تمام لوگوں میں امتیازی شان رکھتی ہو۔ ایسے آدمی کو "فقیہ" کہتے ہیں۔

جس کا کام قرآن وحدیث کے خلاف مسائل بنانا نہیں بلکہ قرآن وحدیث سے اصول شرعیہ کی روشنی میں مسائل نکالنا ہوتا ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسائل کا نام "فقہ" ہے۔ اس لیے قرآن کے بعد حدیث او حدیث کے بعد فقہ کا ہونا عقل کا تقاضا ہے کہ قرآن کی وضاحت نبی کرے اور نبی کے کلام میں فصاحت وبلاغت میں چھپے مسائل کے موتیوں کا استخراج فقہاء کرام کریں اور یہ تین کلام (قرآن، حدیث اور فقہ) تین ذاتوں کے علمی مراتب کے اختلاف کا حسین گلدستہ ہیں نہ کہ ایک دوسرے کے متضاد، لیکن یہ بات صرف عقل والے سمجھ سکتے ہیں کیونکہ یہ عبرت ہے عقل والوں کے لیے۔ اللہ رب العزت نعمت عقل کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احقاقِ حق

مردِ ناداں

اسلاف کے منہج پر قرآن وسنت کی صحیح تشریح اور حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کی تحقیقات کی ترجمانی کرتے ہوئے "قافلہ حق" ترقی کی جانب گامزن ہے۔ "قافلہ باطل" سے "قافلہ حق" کی طرف سفر کرنے والے نفوس یقیناً اس بات کی نوید ہیں کہ:

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا **(الاسراء:81)**

انہی اہل باطل کے دجل کو تشت ازبام کرنے اور حق کے پرچار کے لیے "قافلہ حق" میں "احقاقِ حق" کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کیا جارہا ہے، جو ان شاء اللہ تعالیٰ تمام فتنوں اور فتنیوں کا سدباب کر کے حق کے واضح کرنے کا سبب بنے گا۔۔۔

مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

تاریخ انسانیت میں مذہب اور شرافت کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ شرافت کا پتہ جس طرح زبان، اخلاق اور کردار سے چلتا ہے ایسے ہی قلم بھی شرافت کے پرکھنے کا آلہ اور ذریعہ ہے، مذہبی دائروں میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو، زبان و قلم کی آبرو ہمیشہ رکھی جاتی ہے مذہب کا تقدس اپنے سالکین کو حتی الامکان اس بات سے روکتا ہے کہ ان کی زبان اور قلم انسانی شرافت کی حدود سے باہر نکلے، نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان حدود کو پھاند کر بدزبانی اور الزام تراشی کی راہ چلتے ہیں، انہی فکری خانہ بدوشوں میں سے ایک خانہ بدوش غیر مقلد زبیر مماتی ہے جس نے مذہبی تعصب اور مسلکی غلو کی رد میں بہہ کر اہل السنۃ والجماعۃ کے صحیح روایات کو باطل اور موضوع کیا ہے اور اس تعصب میں بے چارہ اتنا حواس باختہ ہوا کہ اتنا بھی شعور نہیں رہا کہ میں ایک راوی پر

کی جانی والی جرح دوسرے راوی پر فٹ کر کے اپنے بڑوں کی طرح یحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق بن رہا ہوں۔

<u>قارئین کرام:</u> شریعت مطہرہ میں کسی کی عزت نفس کو مجروح کرنے یا اس کے بارے میں غیر مناسب کلام کرنے کی قطعا اجازت نہیں، لیکن جواب اور دفاع کے طور پر مد مقابل کو اسی زبان میں جواب دینے کی اجازت ہے ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ

(النحل:126)

1. زبیر علی زئی غیر مقلد مماتی نے "قافلہ حق" میں پیش کی جانے والی ایک روایت کو مورد تنقید بنایا تھا۔ ہم نے ایک مدلل اور تحقیقی مضمون میں اس کا جواب لکھا تھا جو زبیر علی زئی سے ہضم نہ ہوا۔ اور اس نے اپنے ماہنامہ "الحدیث" کے شمارہ 92 میں بزعم خویش اس کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جس میں اس نے اپنی سابقہ روایت کو قائم رکھتے ہوئے بھرپور طریقے سے تلبیس اور دجل سے کام لیا ہے۔

- سب سے پہلے زبیر افغانی غیر مقلد مماتی نے اپنے مدعا کے اثبات کے لیے امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے قول کو بطورِ استدلال پیش کیا ہے لیکن یہ قول اس کے کسی کام کا نہیں۔ کیونکہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک مقلد جاہل ہوتا ہے بلکہ مقلدین کو گمراہ، فرقہ ناجیہ سے خارج اور جہنم کے مستحق کہتے ہیں۔ لہذا کسی گمراہ کے قول سے استدلال کرنا عمل بالحدیث کے دعویداروں کو زیب نہیں دیتا آخر وہ کون سی مجبوری تھی کہ جس نے زبیر بزعم خود "علامہ فہامہ" کو ایک جاہل کی چوکھٹ پہ سجدہ ریزی پر مجبور کر دیا۔

- اگر بالفرض آپ کا استدلال کرنا درست بھی ہو تو پھر بھی امام ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول ہمارے خلاف نہیں۔ اس لیے کہ اس میں ہے کہ اگر ضعیف روایت کی تائید میں کوئی صحیح یا

حسن روایت آجائے تو وہ روایت قابل استدلال بن جاتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری پیش کردہ روایت ضعیف ہی نہیں اور اگر بالفرض غیر مقلدین کے خود ساختہ اصول کی روشنی میں ضعیف بھی مان لی جائے تو اس کی تائید میں صحیح اور حسن درجے کی روایت موجود ہیں۔

2. اس کے بعد علی زئی نے لکھا ہے کہ محدثین درایت وفقاہت میں بہت بڑے ماہر تھے۔ تو عرض ہے کہ محدثین کی عظمت ومہارت فی الحدیث مسلم ہے۔ لیکن محدث اعظم امام ترمذی شافعی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ معانی حدیث کے سب سے زیادہ جاننے والے فقہاء ہیں اب ہم موجودہ دور کے "محکک" علی زئی کی بات مانیں یا محدث امام ترمذی رحمہ اللہ کی۔ فقہاء کی دشمنی نے طوطا چشم بنادیا یا تجاہلِ عارفانہ ہے؟؟؟؟؟

آنجناب نے قرائن کی وضاحت مانگی۔۔۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے طبقے کا عقل ودانش سے کوئی تعلق نہیں، لیکن ذوی العقول ہونے کے ناطے کچھ نہ کچھ مظاہرہ عقل ہونا چاہیے تھا۔ تعصب اور مسلکی غلو سے قطع نظر اگر ہمارے تحقیقی مضمون کو بنظر انصاف دیکھ لیتے تو وضاحت کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس لیے کہ ہم نے مدلل انداز میں قرائن کی وضاحت کی تھی کہ سند کے علاوہ تلقی بالقبول، مضمون حدیث پر اجماع اور اس روایت سے مجتہد کا استدلال وہ امور ہیں جن کی وجہ سے حدیث پر صحت کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔

3. کہتا ہے کہ حاطب اللیل سیوطی صاحب نے یہاں یہ صراحت نہیں کی۔۔۔

اس کا جواب دینے کے لیے وضاحت کی غرض سے ایک روایت پیش خدمت ہے، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جب مشرف باسلام ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم یہود کو بلایا اور فرمایا کہ عبد اللہ بن سلام تم میں کیسے آدمی ہوئے ابھی ان کو عبد اللہ کے مسلمان ہونے کا علم نہیں تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ہم بہت بڑے عالم اور صاحب حیثیت آدمی ہیں۔ لیکن پھر جب ان کو ان کے اسلام کا پتہ چلا تو کہنے لگے وہ ہم میں سے بڑے ہی گھٹیا اور جاہل آدمی ہے۔ کچھ ایسی ہی حالت زبیر علی زئی کی بھی ہے کہ جب کسی امام کا قول اس

کے اپنے مسلک کی مؤید ہو تو اس امام کا نام بڑے ہی ادب واحترام سے اور القاب سے ملقب کر کے پیش کرتا ہے لیکن اگر اس امام کا قول اس کے مذہب کے مخالف ہو تو اس کی مسلم حیثیت سے بھی انکار کرلیتا ہے۔مثال کے طور پر امام سیوطی رحمہ اللہ کو لیجیے کہ جب ان کا قول زبیر کے مخالف آرہا ہے تو کہا حاطب اللیل سیوطی۔۔۔اور جب اس کے مذہب کے مؤید ہو تو پھر کہتا ہے علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔

{دین میں تقلید کا مسئلہ ص40}

اس کے زلفوں میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

دوسری بات یہ ہے کہ زبیر علی زئی نے حضرت امام عبد اللہ بن المبارک اور امام سیوطی رحمہ اللہ کے قول میں تعارض پیش کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ یہ دونوں اقوال باہم متعارض نہیں، حضرت عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سند ضروری ہے اور امام سیوطی رحمہ اللہ کا منشاء یہ ہے کہ اگر سند ضعیف ہو تو تلقی بالقبول سے ضعف ختم ہو جاتا ہے۔سند کا انکار انہوں نے بھی نہیں کیا لیکن آپ کے مہر زدہ دل اور شپرہ چشمی ان کے اس واضح عبارت کو نہ سمجھ سکی اس کو ہم تعصب اور مسلکی غلو نہ کہیں تو پھر کیا کہیں؟؟؟؟؟

4. زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ خیر القرون کے مشہور و ثقہ امام عبد اللہ بن المبارک کے مقابلے میں سیوطی صاحب کے نامعلوم بعض محدثین کی بات کون سنتا ہے۔۔۔؟

{الحدیث ش92ص40}

یعنی بعد والے لوگوں کے مقابلہ میں خیر القرون کی بات معتبر ہو گی۔تو بھئی ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہی خیر القرون کا امام فرمائے کہ لوگوں میں سب سے بڑے امام،فقیہ امام ابو حنیفہ ہے۔

{تہذیب التہذیب ج6ص558}

تو پھر ان کی اس بات کو کیوں تسلیم نہیں کرتے اس دوغلی پالیسی پر آپ کا ضمیر مطمئن کیسے ہے یا ضمیر ہے ہی نہیں۔۔۔۔؟؟؟؟

5. آگے زبیر علی زئی نے اس عبارت کے ذیل میں امام سیوطی رحمہ اللہ کے تین قول نقل کیے ہیں بالترتیب ہر ایک جواب پیش خدمت ہے۔

پہلا قول: کہ "جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے تو یہ شخص بدعتی اور اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے "تو عرض ہے کہ اگر عبارت اسی معنی پر حمل ہو جس پر آپ نے کی ہے تو پھر ائمہ صحاح ستہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ کیونکہ وہ سب مقلد تھے نیز امام ترمذی رحمہ اللہ تو اپنے امام کی تقلید کی وجہ سے مدمقابل کے خلاف کافی شدت اختیار کرتے ہیں۔ کیا وہ بھی ائمہ سے منسوب ہونے کی وجہ سے اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج یا یہ نظر کرم صرف ہم پر ہے۔۔۔؟ دوسری بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ائمہ مجتہدین میں کسی ایک کی طرف منسوب ہو جائے اس کو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج سمجھتے ہیں اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ائمہ محدثین میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہو تو اس کا حکم کیا ہے؟؟؟

دوسرا قول: زبیر علی زئی نے امام سیوطی رحمہ اللہ کے قول میں اہل حدیث کا لفظ دیکھا تو پھولے نہ سمائے کہ چلو ویسے بھی ہر طرف سے دھتکارے ہوئے ہیں ایک قول تو تائید میں مل گیا۔ حالانکہ اصول کی رو سے اہل حدیث محدثین کو کہا جاتا ہے نہ کہ ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو۔

دوسرا اگر بالفرض یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ اصحاب الحدیث سے مراد تم ہی ہو تو ان عبارات کے بارے میں آنجناب کی کیا رائے ہے۔

قال الاعمش ما فی الدنیا قوم شر من اصحاب الحدیث،

ترجمہ: دنیا میں جماعت اہل حدیث سے بدتر کوئی قوم نہیں۔

قال ایضاً:لو کانت لی اکلب کنت ارسلتھا علی اصحاب الحدیث۔

ترجمہ: اگر میرے پاس کتے ہوتے تو میں اہل حدیثوں پر چھوڑ دیتا۔

قال ابوبکر بن عیاش:اصحاب الحدیث ھم شر الخلق ھم المجان

ترجمہ: اہل حدیث بدترین خلائق اور مجنون ہیں۔

اب یا تو اصحاب الحدیث کے نام سے انکار کرو یا پھر ان عبارات میں ذکر کیے گئے "فضائل" کو اپنے لیے تسلیم کرو۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہل السنۃ والجماعۃ بھی تو اپنا متبوع و پیشوا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد تشاورون الفقہاء کو مانتے ہوئے اجتہادی مسائل میں فقہاء کی تقلید کرتے ہیں۔

تیسرا قول: امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مقلد کے لیے چپ رہنا شرط ہے۔

جناب علی زئی صاحب ،،،،،ایک صفحہ پہلے تو آپ کا یہ نظریہ تھا کہ ہر قول کی سند ضروری ہے یہ حکم سب کے لیے عام ہے یا آپ جیسی بے تحقیق نسل اس سے مستثنیٰ ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ کی ولادت 911ھ میں ہے اور امام غزالی رحمہ اللہ کی وفات 505ھ میں ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ کے اس قول کی سند کہاں ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ امام غزالی نے اپنے قول کی علت بیان کی ہے کہ وہ مقلد چپ رہے جو طرز استدلال سے نا آشنا ہو۔ حالانکہ علماء اہل السنۃ والجماعۃ تو آپ جیسے علمی یتیموں کی ٹیڑھے کل کو سیدھا کر رہے ہیں

6. زبیر علی زئی نے المغنی کے حوالے سے جرابوں پر مسح کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے۔ حالانکہ وہاں یہ صراحت ہے کہ جراب ثخینین ہو، بغیر بندھے پاؤں پہ ٹھہرتی ہوں، اور اس میں چلنا ممکن ہو، اور اگر کسی جراب میں یہ صفات نہ ہو اس پر مسح جائز نہیں اب یہاں ان خاص جرابوں کو عام پر حمل کرنا بالکل ایسا ہے کہ لاتقربوا

الصلوۃ کو لے لیا جائے اور وانتم سکاریٰ کو چھوڑ دیا جائے۔ دوسری بات کہ آپ نے لکھا ہے کہ جراب پھٹے ہوئے ہوں تب بھی مسح جائز ہے۔ حالانکہ المغنی میں یہ وضاحت ہے کہ پھٹی ہوئی جراب پر مسح کرنا جائز نہیں۔

یہود کی طرح اپنی مطلب کی بات لینا اور اپنے خلاف بات کو زیر انگشت رکھنا کہاں کی ایمانداری ہے۔؟؟؟؟

7. آگے علی زئی نے اپنے نامہ اعمال سے سیاہی مستعار لے کر صفحات سیاہ کر کے یہ بات لکھی ہے "علمی میدان میں ابن ہمام اور تھانوی کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں"

اگر تجھ جیسے سپرہ چشم کو حضرت ابن ہمام اور حضرت تھانوی رحمہا اللہ کی علو شان راس نہیں آتی تو تعجب کی کوئی بات نہیں اس لیے کہ اعتراف عظمت کے لیے معترف کا خود باعظمت ہونا ضروری ہے ان حضرات کی علمی شان تو مسلم ہے ان کے علمی آثار کو اگر بنظر انصاف دیکھ لیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے امام اور مجدد تھے۔ مشہور مقولہ ہے کہ چمگادڑ کی ملامت کرنے سے سورج کی روشنی میں فرق نہیں آتا۔ لہٰذا زبیر صاحب! **موتوا بغیظکم**۔۔

8. زبیر علی زئی نے ابراہیم بن محمد الشیخ کے حوالے سے مولانا آصف احمد لاہوری کے اقوال میں ظاہراً تعارض پیش کیا ہے۔ ہم اس کو آپ کی جہالت پر محمول کریں یا تجہل پر۔۔۔۔ ہم نے یہ تو نہیں کہا کہ شوکانی نے ابراہیم بن محمد کو ضعیف کہا تو روایت ضعیف ہو گئی۔ ہم نے تو قاضی شوکانی کا اصول پیش کیا کہ سند حدیث ضعیف ہونے کے باوجود مضمون پر اجماع واقع ہو چکا ہے جو کہ حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔ اتنی صاف اور واضح بات آپ کو سمجھ نہ آئی اور اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اعتراض کیا۔

9. آگے علی زئی غیر مقلد نے گل فشانی کی ہے کہ شبیر احمد صاحب نے اپنے پیشوا شوکانی۔۔۔ اس پر بے ساختہ ایک شعر یاد آیا:

پھل پھینکتے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے نامہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

جناب علی زئی صاحب! اتنی بدحواسی بھی اچھی نہیں کہ اپنے گھر کے افراد اٹھا کر باہر پھینک رہے ہو۔ شوکانی صاحب ہمارا نہیں بلکہ آنجناب کا پیشوا اور مذہبِ غیر مقلدیت کا سرخیل ہے۔

(کاروانِ حدیث ص41)

زبیر صاحب نے لکھا ہے کہ ابو محمد الحارثی کی تعدیل کسی امام نے نہیں کی ہے۔ حالانکہ ہم نے اس کی تعدیل وتوثیق امام ذہبی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کی تھی آپ کی غباوت کے پیش نظر دوبارہ ذکر کر دیتے ہیں:

(ابو محمد)الشیخ الفقیہ العلامہ،کان محدثا جوالا راسا فی الفقہ۔

اصول جرح تعدیل کی روشنی میں تو یہ الفاظ تعدیل ہیں، البتہ آپ کے خود ساختہ اصول میں یہ الفاظ تعدیل ہیں یا نہیں۔ وہ آپ ہی بتا دیں؟؟؟؟؟

قارئین کرام: آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ زبیر علی زئی مردِ ناداں نے دجل و تلبیس سے کام لے کر اہل السنۃ والجماعۃ کی صحیح روایات میں قطع برید کر کے متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ کے تحقیقی مضمون کا حقیقی جواب نہ ہونے کی وجہ سے ساری اخلاق حدود کو پار کر کے بازاری زبان استعمال کرنے پر اتر آئے ہیں۔ اور یہی باطل کا طریقہ کار ہے کہ دلائل کی دنیا میں لاجواب ہونے پر اپنی خباثت باطنی غیر مہذب کلام اور دشنام طرازی کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ان فتنیوں کے دجل وفریب سے محفوظ رکھے۔ آمین ہم نے تو بہر طور کوشش کی کہ زبیر صاحب اپنے خود ساختہ اصولوں سے باز آجائیں مگر اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر — مردِ ناداں پہ کلام نرم ونازک بے اثر

ناداں کہیں کے۔۔!!

مولانا محمد کلیم اللہ

1936 کی بات ہے جب پال جوزف گوئبلز نے ایک اصول وضع کیا" جھوٹ اس قدر عام کر دو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں یا کم از کم سچی بات میں شک کرنے لگیں۔"یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا ہٹلر نے پال جوزف گوئبلز کو اپنا وزیر اطلاعات و نشریات متعین کر دیا۔اس کے بعد گوئبلز کے وضع کردہ اصول پر عوام و حکمران چل پڑے اور نسلا بعد نسل آج بھی اس کے متبعین موجود ہیں۔ آپ پوچھے گے کہ وہ کہاں ہیں ؟تو آیئے ان کو تلاش کرنے چلتے ہیں۔

❀❀❀

منبر و محراب بہت مبارک مقامات ہیں اور ان کا تقدس بہت ہی زیادہ ہے۔افسوس کہ ان پر براجمان بعض وہ لوگ بھی ہیں جو اس کے بالکل اہل نہیں اور ان کے تقدس کو پامال کر نے کے ساتھ ساتھ ان کی قدر و منزلت سے عاری ہیں۔انہیں میں ایک شخص کا تذکرہ آپ کے سامنے کرنے چلا ہوں ۔اللہ مجھے ذاتی عداوتوں، کدورتوں اور شکر رنجیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے ایک نوجوان خطیب مولانا خضر حیات بھکروی۔ کچھ دنوں سے اسٹیج پر نمودار ہوئے ہیں۔۔ موصوف اپنی سلاست زبان کی وجہ سے اپنی عوام میں کافی مقبول سمجھے جاتے ہیں۔خاموش ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ سنجیدہ طبیعت کے مالک ہوں گے۔۔ عمر کے اعتبار سے ابھی اس مقام پر نہیں ہیں جہاں پہنچ کر مزاج میں شوریدگی پیدا ہوتی ہے۔یا آدمی پاگل پن کا شکار ہو جاتا ہے۔یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ علوم نبوت؛موصوف نے پڑھ رکھا ہے بلکہ پڑھا بھی رہے ہیں۔

لیکن۔۔ان سب کے باوجود ان میں وہ خوبیاں نظر نہیں آتیں جو ایک عالم دین میں ہونی چاہییں۔زبان سے سنجیدگی و متانت کی گفتگو کے بجائے اول فول ہی نکلتا رہتا ہے جبکہ جسم

کا انداز "خسروانہ" مسلسل غیر اطمینانی کا شکار رہتا ہے۔ علوم نبوت پڑھانے والے سے یہ امید تو نہیں کی جاسکتی کہ ان کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا قرآنی حکم معلوم نہیں ہوگا۔ لیکن اندر کا معاملہ خدا جانے۔

راقم نے موصوف کا ایک بیان سنا جو مورخہ 5 فروری 2012 کو تلہ گنگ شہر میں ایک کانفرنس پر موقع پر کیا۔ پہلے پہل تو مجھے یقین ہی نہیں آیا کہ کوئی "عالم دین" بات کر رہا ہے یا بھانڈ؟ پھر جب سر پہ عمامہ ودستار اور چہرے پر داڑھی کو دیکھا تو یقین آیا کہ ہیں تو مولوی صیب۔۔ چونکہ راقم نے اپنے اساتذہ کو دیکھا تھا جو عمامہ ودستار بھی رکھتے تھے اور علم و تقوی، ورع وخشیت بھی کوثر و سلسبیل سے دُھلی زبان اور پر وقار چال ڈھال بھی۔ حیات مستعار کے تقریبا10 سال انہی کے دستر خوان علم کا خوشہ چیں رہا ہوں اور تاحال انہی کے حکم پر دینی خدمت پر مامور ہوں۔۔ اس لیے میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسی شکل والے لوگ بھی اپنے منہ میں کالی زبان رکھتے ہوں گے۔ بلکہ دل و دماغ کی کالک اور پراگندگی ان چہرے سے ٹپکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

یادش بخیر! موصوف نے اپنی زبان سے جیسے بے ہودہ الفاظ جوش خطابت میں نکالے ہیں ان سب کو یہاں اس لیے ذکر نہیں کرتا کہیں وہ قارئین کے لیے اضمحلال کا باعث بنیں گے ۔ صرف چند ایک الفاظ کی جھلک تھوڑی دیر بعد ذکر کرتا ہوں ۔ اس سے پہلے یہ معروض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ راقم 05 فروری 2012 کو تلہ گنگ پہنچا اور سالانہ سیرت امام المجاہدین کانفرنس میں حاضری کی سعادت حاصل کی کانفرنس میں علمائے کرام کے عشق رسالت اور محبت رسول سے لبریز بیانات کا سلسلہ جاری تھا۔۔۔

قاری سعید احمد منتظم جامعہ علویہ حیدریہ نے کانفرنس کے آخری خطیب کو پرجوش انداز میں دعوت خطاب دی۔ اور وہ تھے فاتح مماتیت، محقق اہل السنت، مولانا محمد عبداللہ عابد وڑائچ حفظہ اللہ امیر اتحاد اہل السنت والجماعت پنجاب۔ مولانا موصوف نے اپنے بیان میں عقیدہ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائلین کا تاریخی پس منظر بیان کیا اور بادلائل یہ ثابت کیا کہ اہل السنت والجماعت کا شروع دن سے یہ تواتر سے عقیدہ چلا آرہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہیں۔1965 سے پہلے اس کے منکرین کا دنیا میں کہیں وجود نہیں ہے مولانا نے کہا کہ خضر حیات صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کے مقابلے میں ہم میدان میں نہیں آتے اور بھاگ جاتے ہیں آج میں اور مولوی خضر صاحب دونوں ایک ہی علاقے میں موجود ہیں وہ تشریف لائیں ہم ان سے گفتگو کرنے کو تیار ہیں۔مجھے ان کا چیلنج قبول ہے وہ تشریف لائیں ہم ان شاء اللہ علمی ماحول میں اس مسئلہ کو حل کرلیں گے مزید میں عشاء تک ان کا انتظار کرتا ہوں دریں اثنا مولانا خضر حیات کے تربیت یافتہ دو شاگرد۔۔ملا مقصود شاہین اور محمد رمضان۔۔۔مجمعے میں کھڑے ہوئے اور اپنے استاد کو گفتگو کرنے پرلانے کی آمادگی کا اظہار کیا۔ محترم جناب قاری سعید احمد کے حکم پر مذکورہ دو ساتھیوں کو پرامن طریقے سے جانے کا راستہ دیا گیا اور جلسہ بدستور جاری رہا۔

❀❀❀

راقم نے جلسے کے اختتام پر عوامی تاثرات معلوم کرنے کی غرض سے وہاں پر موجود لوگوں سے سوال کیا:مولانا خضر حیات مماتی نے چیلنج دیا تھا جس کو مولانا عبد اللہ عابد صاحب نے قبول بھی کرلیا ہے مزید خضر حیات کے شاگردوں نے بھی یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ ان کو یہاں مناظرے کے لیے ابھی لے آتے ہیں تو آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کہ مولوی خضر حیات آج واقعی تشریف لائیں گے ؟لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا کہ وہ ہرگز نہیں آئیں گے۔اس پر راقم نے ایک اور سوال داغا کہ ”کیوں؟“بعض پختہ عمر لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارا تجربہ رہا ہے وہ چیلنج تو دے سکتے ہیں لیکن مناظرانہ گفتگو کی بالکل صلاحیت نہیں رکھتے۔

بعد ازاں ملا مقصود شاہین اور محمد رمضان سے راقم نے انٹرویو لیا کہ کیا تم واقعی آج اپنے استاد محترم مولانا خضر حیات صاحب کو مولانا عبد اللہ عابد کے سامنے لاؤ گے ابھی تک تمہارا

یہی موقف ہے تو شاگردوں کے تلوں کا تیل بھی ختم ہو گیا اور کہنے لگے: مولانا عبد اللہ عابد ہمارے ساتھ گفتگو کرے۔ راقم نے ان کے اترے ہوئے چہروں سے اندازہ لگا لیا کہ بے چارے ناسمجھ بچے ہیں جن کو اپنے استاد کی علمی کمزوری کا پتہ نہیں اور کنویں کے مینڈک کی طرح ساری علم کی کائنات اپنے استاد کے پندار میں سمجھ بیٹھے ہیں۔ اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے استاد نے زندگی میں جب کبھی بھی عقیدہ حیات النبی پر مناظرہ کیا ان کے علم و تحقیق کا برج اسی دن زمین بوس ہو جائے گا۔

دوسری طرف۔۔ اسی شہر تلہ گنگ میں مولانا خضر حیات کا بیان تھا۔ انہوں نے اپنے بیان۔۔ جو کہ بقول قاری محمد سلیمان (لیٹی والا) آپ وہ جلسے کی ریکارڈنگ سنیں خدا کی قسم آپ کو کوئی ایک لفظ بھی نہیں ملے گا خالصتاً اللہ کی توحید، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور رسالت بیان ہوئی ہے۔۔۔ میں عالم اسلام کی معروف دینی شخصیت متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ اور ان کی جماعت کے علماء کرام کے بارے میں جو یاوہ گوئیاں کی ہیں ان کی ایک جھلک آپ بھی دیکھ لیں: کتورے، پستے (کتیا کے چھوٹے چھوٹے بچے) سبائی، ایرانی النسل، چوہے، نہ منہ نہ متھا جن پہاڑوں لتھا او ویہہ سور دا بچہ۔ ٹاؤں ٹاؤں کی آوازیں بھی مولانا خضر حیات صاحب نکالتے رہے۔۔۔ نامعلوم کیا بننے کا ارادہ تھا۔

جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے علماء کا جم غفیر اسٹیج پر رونق افروز تھا لیکن کسی کی عقل میں بھی یہ بات نہ آئی کہ وہ اپنے مناظر کی لگام کھینچ کر سمجھائیں کہ یہ منبر اس لیے نہیں ہوتے بلکہ خالصتاً اللہ کی توحید اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور رسالت بیان کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔۔۔ فالی اللہ المشتکیٰ

5 فروری کو عصر کی نماز کے بعد جامعہ علویہ حیدریہ میں اشاعت التوحید والسنۃ کے نمائندگان کا وفد تشریف لایا۔ تقریباً پون گھنٹے کی گفتگو میں مناظرین کا اور موضوع کا تعین ہوا

موضوع عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ اہل السنت والجماعت کی طرف سے مناظر مولاناعبد اللہ عابد وڑائچ حفظہ اللہ اور اشاعت التوحید کی طرف سے مولاناخضر حیات کے نام تجویز کیے گئے۔

6 فروری صبح 10 بجے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کی طرف سے قاری شیر محمد ارشد، قاری محمد سلیمان، محمد ابراہیم توحیدی شیشے والا، امیر حسین کپڑے والا اور دیگر افراد کاوفد جامعہ علویہ حیدریہ آئے جہاں اہل السنت والجماعت کی طرف سے قاری سعید احمد، مولاناعبید الرحمن انور، مولانافیض الرحمان، مولانانور محمد آصف، مولاناغازی عباس، مولانافضل محمود اور دیگر افراد پہلے سے ہی موجود تھے۔ اجلاس میں فریقین کی رضامندی سے درج ذیل قرار داد منظور پائی۔

آج مورخہ 6 فروری بروز پیر صبح 10 بجے ایک مشترکہ اجلاس زیر صدارت مولانا نور محمد آصف بمقام جامعہ علویہ حیدریہ تلہ گنگ میں منعقد ہوا جس میں جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کی طرف سے شرکاء اجلاس حضرت مولاناشیر محمد ارشد صاحب ناظم اعلی جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ ضلع چکوال اور قاری محمد سلیمان صاحب مبلغ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ اور بھائی محمد ابراھیم صاحب اور بھائی امیر حسین صاحب اور بھائی میر اں بخش صاحب اور اھل السنت والجماعت دیوبند کی نمائندہ تنظیم بزم شیخ الھند کی طرف سے مولانانور محمد آصف صاحب اور قاری فضل محمود صاحب اور مولاناعبید الرحمن انور صاحب اور قاری سعید احمد صاحب اور مولانا فیض الرحمن صاحب اور مولاناعبد الرحمن نظام صاحب اور نور محمد اعوان یہ تمام حضرات اس اجلاس میں موجود تھے اس اجلاس میں مناظرہ کے متعلق یہ شرائط طے ہوئیں۔

1. مناظرہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو گا۔

2. مناظرہ (اہل السنت والجماعت۔۔۔ اشاعتی علماء کے پر زور اصرار پر اس لیے لکھا گیا یعنی بقول ان کے یہ اہل السنت والجماعت ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ منکرین حیات النبی صلی اللہ

علیہ وسلم اہل السنت والجماعت سے خارج ہیں ملاحظہ فرمائیں علماء دیوبند کے معتبر اور مستند جامعات کے فتاوی جات۔۔۔ از راقم) اشاعت التوحید والسنۃ کی طرف سے مولانا خضر حیات بھکروی اور اہل السنت والجماعت دیوبند کی مقامی نمائندہ تنظیم بزم شیخ الہند کی طرف سے مولانا عبداللہ عابد وڑائچ ہوں گے۔

3. مناظرہ حکیم محمد اعجاز کے مکان پر ہو گا متبادل جگہ مولانا شیر محمد ارشد کے پاس چکوال میں ہو گا۔

4. مناظرہ میں دونوں اطرف سے پچاس پچاس آدمی ہوں گے اور شرکاء مناظرہ کو کارڈ جاری کیے جائیں گے اور فریقین اپنے افراد کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

5. مناظرہ 18 فروری بروز ہفتہ بوقت صبح 10 بجے ہو گا۔

6. دوران مناظرہ دونوں اطراف سے کوئی بھی نعرے بازی نہیں کرے گا۔

7. مناظرے سے قبل دعوی تحریر کیا جائے گا اور مناظرین دعوی کی تنقیح خود طے کریں گے۔

6 فروری کو ہی 3 بجے تلہ گنگ انتظامیہ نے فریقین کے سرکردہ افراد کو طلب کیا اور اپنے خدشات کا اظہار کیا فریقین نے انتظامیہ کو اعتماد میں لیا اور اس بات کا اطمینان دلایا کہ کسی طرح کا کوئی جھگڑا فساد نہیں ہو گا چنانچہ انتظامیہ نے اجازت دی اور ساتھ ہی یہ شرط عائد کی دس دس افراد فریقین لائیں گے۔ جس کی نقل ہمارے پاس محفوظ ہے۔ بوقت ضرورت دکھلائی جاسکتی ہے۔

اس مشترکہ اجلاس کی شق نمبر تین کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں مقام مناظرہ میں حکیم محمد اعجاز کا مکان تجویز ہوا تھا لیکن غالباً 14 فروری کو تلہ گنگ انتظامیہ نے بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر اسے منسوخ کر دیا۔ حکیم محمد اعجاز صاحب نے اپنے ایک انٹرویو میں اس کی وضاحت کی ہے وہ بھی ہمارے پاس ریکارڈ میں موجود ہے۔

16 فروری کو جامع مسجد الحبیب تلہ گنگ میں فریقین کی ایک میٹنگ طے ہوئی اس میں علمائے اہل السنت والجماعت کی طرف سے مولانا نور محمد آصف، قاری سعید احمد اور مولانا عبید الرحمن انور جبکہ اشاعت التوحید کی طرف سے قاری شیر محمد ارشد، محمد ابراہیم توحیدی شیشے والا اور امیر حسین کپڑے والے نے شرکت کی اس میں ایک متبادل مقام مناظرہ طے کیا اس خفیہ میٹنگ میں حلفاً فریقین نے اقرار کیا کہ اس کا 18 فروری تک کسی کو نہیں بتلائیں گے اور یہ بات صیغہ راز ہی میں رہے گی۔

لیکن۔۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا فریق مخالف اپنے حلف پر باقی نہ رہا اور شام کو المدد المدد دیا پولیس یا پولیس کی صدا لگائی انتظامیہ کو متبادل طے شدہ مقام مناظرہ کی مخبری کر دی۔ شاید یہ سوچ کر کہ اب انتظامیہ کی رکاوٹ کی وجہ سے اہل السنت والجماعت بزدلی کی چادر اوڑھ لیں گے اور مقام مناظرہ پر ایفائے عہد کی بجائے نقض عہد کریں گے۔ جبکہ اہل السنت والجماعت نے طے شدہ مقام پر وقت مقررہ پر پہنچ کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس مسئلے کا مثبت حل چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں تلہ گنگ انتظامیہ بھی ہمارے اس موقف سے ضرور متفق ہو گی کیونکہ جبتک اس کا علمی حل تلاش نہیں کر لیا جاتا فریق مخالف کی طرف سے اس میں یک طرفہ شدت سے اہل السنت والجماعت سے وابستہ افراد کی کھلم کھلا دل آزاری ہے۔

❀❀❀

17 فروری کی شب جب دنیائے مماتیت سہم کر سو چکی تھی اس وقت اہل حق کا قافلہ مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ، مولانا مفتی محمد آصف، قاری سعید احمد، مولانا غازی عباس، مولانا محمد بلال اور راقم ایفائے عہد کی داستان رقم کرنے کے لیے طے شدہ مقام مناظرہ کی طرف سرک رہا تھا۔ تقریباً صبح 6 بجے ہم لوگ مقام مناظرہ جا پہنچے اور وقت موعود۔ 10 بجنے۔ کا شدت سے انتظار کرنے لگے۔

راقم کے دل میں نجانے خیالات اٹھ رہے تھے کہ کیا واقعی مناظرہ ہو گا؟ کیا آج باطل پرست فرقہ، عصر ہذا کے معتزلہ واقعی نبی پاک کی حیات کا انکار قرآن وسنت سے کریں گے؟؟ خضر حیات صاحب جو اسٹیج پر اپنی عوام کو طفل تسلیاں دے رہے ہوتے ہیں وہ آج واقعی دلیری کا مظاہرہ کریں گے؟ ہائے بسا آرزو کہ خاک شدہ

10 بھی بج گئے لیکن طے شدہ مقام مناظرہ ملک یعقوب صاحب کا ڈیرہ ڈھوک گورایہ پر اشاعت التوحید کی طرف سے فریق ثانی کا کوئی فرد بشر نہیں دکھائی دیا۔ مولانا عبد اللہ عابد وڑائچ ان کے ساتھ قاری سعید احمد، مفتی محمد آصف، غازی عباس اور مالک مکان ملک یعقوب صاحب نے بھی اپنا اپنا بیان ریکارڈ کرایا۔ عین اسی وقت ahnafmedia.com پر براہ راست عابد جمشید رانا نے فون لائن پر لیا تازہ ترین صورت حال سے ہم نے ان کو تفصیلاً آگاہ کیا اور موقع پر ریکارڈنگ بھی کی ۔ المختصر ۔۔۔ پون گھنٹے کے قریب گزرنے پر بھی جب اشاعتی علماء مناظرین تشریف نہ لائے تو ہم بھی آگے چل دیے۔

❀❀❀

ادھر کیا ہو رہا تھا اشاعتی لوگوں کی طرف سے جھوٹے میسجز، جھوٹی کالیں افواہیں اور من گھڑت خبریں پھیلائی جارہی تھیں جھوٹ کو اس قدر عام کیا جارہا تھا کہ لوگ اس کو سچ سمجھ لیں یا کم از کم سچ میں شک ضرور کر لیں وہی بات جس کا ذکر میں شروع مضمون میں کر دیا تھا کہ گوئبلز کے متبعین اس کے نقش قدم پر تھے۔ عین اسی وقت مجھے گوئبلز کا انجام بھی یاد آنے لگا جب وہ یکم مئی 1945 کو خود سوزی کر کے مرنے لگا تو اس نے برملا اس حقیقت کا اظہار کیا "میں آج اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ سچ؛ سچ ہوتا ہے اور جھوٹ؛ جھوٹ ہوتا ہے۔۔۔ بلکہ یہ بھی کہا کہ آپ سچ کو کچھ وقت کے لیے جھوٹ اور جھوٹ کو کچھ وقت کے لیے سچ کر سکتے ہیں مگر سچ عمر بھر کے لیے جھوٹ اور جھوٹ عمر بھر کے لیے سچ نہیں کر سکتے۔"

گوئبلز تو چل بسا۔ مگر اس کے متبعین (مماتی) آج بھی اس کے غلط وضع کردہ اصول پر کاربند نظر آتے ہیں۔اے کاش متبعین کا یہ گروہ گوئبلز کی آخری نصیحت کو مان لیتا۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ گروہ آج بھی شکست خوردہ قوم کی عادات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ناداں کہیں کے۔ خیر چھوڑیے!

جن کو آپ تلاش کرنے نکلے تھے وہ آپ کو مل گئے یا نہیں؟ بتایئے گا ضرور۔۔۔۔!

نام کا اثر کام پر ہوتا ہے

مولانا محمد اشرف مسعود

امام ابو حنیفہ کے پڑوس میں ایک رافضی رہتا تھا۔ اسے حضرات صحابہ کرام سے حد درجہ کا بغض وعداوت تھا۔ اس بغض کی بنا پر اس نے اپنے دو گدھوں کا نام "ابو بکر، عمر" رکھا تھا {العیاذ باللہ، نقل کفر کفر نہ باشد} اللہ معاف فرمائیں۔ ایک روز اپنے ہی گدھے نے اس کو لات ماردی جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی۔ امام صاحب کو جب معلوم ہوا تو فرمایا "جاو تحقیق کرو لات مارنے والا وہی گدھا ہوگا جس کا نام رافضی نے عمر رکھا تھا کہ نام کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی لاج رکھوائی اور حضرت عمر کی شان میں گستاخی کرنے والے کو دنیا میں گدھے کی لات سے مر جانے کی رسوائی دلوائی "خسر الدنیا والاخرہ" جب تحقیق کی گئی تو وہی گدھا نکلا جس کا نام رافضی نے عمر رکھا تھا۔

{کمالات امام ابو حنیفہ،393}

مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسلک اہل السنت

مولانا محمد بلال جھنگوی

اللہ رب العزت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی نفوس قدسیہ کی جماعت عطا فرمائی کہ ان کے مومن اور سچے پکے کامل مومن ہونے کی گواہی اللہ رب العزت نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمائی "أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا" اور ان کی فلاح دنیوی واخروی کو یوں بیان فرمایا "أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" اور ان کو اپنی رضاعت کے تمغہ سے نوازتے ہوئے فرمایا "رضی اللہ عنہ" اللہ ان سے راضی ہو گیا اگر ہم صرف رضاعت کے اعلان کو بھی نظر انصاف سے دیکھیں تو ان کی زندگیاں ہمارے سامنے نکھر کر سامنے آجاتی ہیں وہ اس طرح کی رب کریم کی ذات کا علم غیر محیط ہے آنے والے حالات کا علم بھی خالق ارض وسما سے مخفی نہیں ہے جب کہ انسان ناقص علم والا ہے آج اگر کسی سے راضی اور اعلان کرتا ہے کہ میں فلاں آدمی سے راضی ہوں اب کل اگر اس آدمی سے ناراض ہو جائے تو یہ اس کے لیے کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ انسان کل کے بارے میں نہیں جانتا لہذا آدمی کی رضاعت اس وقت تک محدود ہے کیونکہ اس کا علم محدود ہے اور خالق کے علم میں قیامت تک اور بعد از قیامت کے احوال بھی ہیں تو صحابہ کرام کے لیے مومن فلاح یافتہ اور رضاعت کا اعلان فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی اپنی وفات تک مومن بھی تھے صادق اور عادل بھی تھے اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ رب کی رضا ان کے شامل حال تھی۔

دنیا میں پیار و محبت ان کی جو دنیا میں تھی اس کی مثال تاریخ میں ملنا مشکل ہے ان کی محبت کا تذکرہ قرآن نے یوں بیان فرمایا "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" کہ صحابہ آپس میں شیر وشکر تھے اس پر فتن دور کے اندر بعض ناعاقبت اندیش لوگ مشاجرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آڑ بنا

کر لوگوں کے عقائد و نظریات پر ڈاکہ زنی کرنے کی نامعقول کوشش میں مصروف ہیں۔ ان حضرات کے دلائل تاریخ کی پھٹی پرانی روایات ہیں یہ جوں ہی تاریخ میں ایسی روایت دیکھتے ہیں جو بظاہر رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کے مخالف ہے اس کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کارنار میں وافر حصہ روافض اور خوارج کا شامل ہے

قارئین کرام! ہم سب سے پہلے کی خدمت میں چار اصول پیش کرتے ہیں جو تاریخی روایت کی جانچ پڑتال میں مدد دے سکیں اگر ان کو سامنے رکھا جائے تو اس خالق سے پوری امید ہے کہ جس نے ہدایت کو اپنے ہاتھ میں رکھا کہ کوئی آدمی صراط مستقیم سے ہٹ نہیں سکتا بشرطیکہ وہ نظر انصاف سے دیکھے

تاریخی روایات اگر عام معلومات پر مبنی ہوں تو ان کو بلا چوں چرا اس کے مانا جا سکتا ہے لیکن اگر انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق ہوں تو پھر ان کو بلا چوں چرا انہیں مانا جائے گا ورنہ اس کی زد براۓ راست نصوص قرآنی، ختم نبوت اور دیگر ضروریات دین پر پڑے گی صحابہ کرام کی زندگی دین حق کا متن ہے، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی کتاب ہے لہذا ان کے بارے میں تاریخی روایات میں صرف وہ روایت قابل قبول ہو گی جو درایت کے ان چار اصولوں پر پوری اترے گی۔

1. کوئی روایت قرآن کی نص کے مخالف نہ ہو۔
2. کوئی روایت صحیح حدیث کے مخالف نہ ہو۔
3. وہ روایت عقل سلیم کے مخالف نہ ہو۔
4. کوئی روایت متعلقہ صحابی کی معروف سیرت کے مخالف نہ ہو۔

(اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع ص 39)

اب ہم قارئین کی خدمت میں آسانی کے لئے ہر ایک اصول پر ایک ایک مثال پیش کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

نصوص قرآنی کے مخالف ہونے کی مثال:

جنگ صفین میں حضرت ابو موسی اشعری اور عمر بن عاص رضی اللہ عنہم دونوں ثالث تھے ان کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے جب متفق علیہ فیصلہ سنایا تو حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر دوسرا فیصلہ سنا دیا اس پر حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیری مثال اس کتے کی ہے جو ہر وقت زبان نکال کر ہانپتا ہے حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری مثال گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں ظاہر ہے کہ یہ انداز گفتگو جو نہایت جاہلانہ ہے یہ ان دونوں حضرات سے ناممکن ہے کیونکہ قرآن پاک میں اللہ رب العزت ان کی مدح میں فرماتے ہیں:

"عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ"

کہ فضول باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے

"وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ"

اللہ کی حدود کے نگران ہیں

"الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ"

نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکنے والے ہیں، یہ اور اس طرح کی دیگر آیات جو صحابہ کرام کی مدح اور ان کے اخلاق کی تعریف میں ہیں تو یہ کیسے تصورر کیا جا سکتا ہے کہ ان حضرات نے ایسی گفتگو فرمائی ہو معلوم ہوا کہ یہ روایت جھوٹی اور خانہ ساز ہے۔

حدیث کے مخالف کی مثال:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ فتنہ اٹھے گا اور اس میں یہ شخص حق پر ہو گا لہذا تم اس کا ساتھ دینا

(البدایہ ج 1 ص 210)

اور ایک مقام پر فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا کہ خلیفہ کا قتل ظلماً جسے قتل کیا جائے گا وہ حق کے مطابق (فیصلہ) دے رہا ہوگا اور حضرت عثمان کو وصیت فرمائی کہ اللہ تعالی آپ کو ایک قمیص پہنائیں گے لوگ اسے اتروانا چاہیں گے تم ہر گز نہ اتارنا

(البدایہ ج7ص207)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتنے کے بارے میں حضرت عثمان کی مکمل اور غیر مشروط حمایت فرمارہے ہیں اور صحابہ کرام کو ان کی حمایت کا تاکیدی حکم فرمارہے ہیں اس کے ساتھ حضرت عثمان کے حق پر ہونے کا اعلان فرمارہے ہیں اور فتنہ پروروں کو باطل، جھوٹا، ظالم، قاتل قرار دے رہے ہیں اگر حضرت عثمان کی کمزور پالیسی یا کسی عمل کی کمزوری کا اس میں کوئی دخل ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نشاندہی نہ فرماتے اور حضرت عثمان کو اس سے باز رہنے کی تاکید نہ فرماتے۔

لہذا معلوم ہوا وہ تمام روایات جو یہ بتاتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اقرباپروری کی، کمزوری دکھائی اور نااہل عاملین کی کمزوری نے فتنہ کھڑا کر دیا یا دیگر اس طرح کی روایات جو صحیح حدیث کے خلاف ہیں جھوٹی اور من گھڑت ہیں۔

عقل سلیم کے خلاف ہونے کی مثال:

تاریخ یہ بتاتی ہیں کہ فتنہ پروروں نے مختلف صحابہ کرام مثلاً حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، امہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعض دیگر صحابہ کرام کے نام پر خط گھڑے گئے تھے اس بات کو تاریخ نے تسلیم بھی کیا ہے کہ یہ خط فرضی من گھڑت تھے اور کھلا فراڈ تھے جب کہ اس سلسلہ کا ایک خط جب فتنہ پروروں نے حضرت عثمان کے نام پر گھڑا تو اس مسلمہ حقیقت کو نظر انداز کر دیا گیا اور یہ قرار دے دیا گیا کہ یہ مروان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام پر لکھا ہے صرف مقصد خلیفۃ النبی کی پاک سیرت پر ایک خائن شخص کو ذمہ داری سونپنے کا دھبہ لگانا تھا۔ اگر بالفرض حضرت عثمان کی طرف سے مروان نے خط لکھا تھا

ہم مان بھی لیں تو بقیہ حضرات حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، امہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعض دیگر صحابہ کرام کے ناموں سے لکھے جانے والے خطوط کس کس مروان نے لکھے تھے؟ اگر یہ فتنہ بازوں نے لکھے تھے تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایک اور فرضی خط نہیں لکھ سکتے تھے کہ مروان پر اس کی تہمت لگانے کی ضرورت پیش آئے؟ لہذا معلوم ہوا کہ مروان کی طرف اس فرضی خط کی نسبت عقل سلیم کی رو سے نرا جھوٹ اور کھلا بہتان ہے

صحابی کی معروف سیرت کے مخالف ہونے کی مثال:

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی معروف سیرت یہ ہے کہ وہ کفر کے مقابلہ میں بہت سخت ہیں جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں ان کی رائے کہ سب کو قتل کر دیا جائے۔

لیکن تاریخ میں ایک روایت ملتی ہے کہ مالک بن نویرہ ایک تمیمی سردار مرتد ہو گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا حضرت خالد نے اسے پیار سے سمجھایا کہ زکوۃ بھی نماز کی طرح فرض ہے وہ جواب میں کہنے لگا تمہارے ساتھی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی خیال ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا میرے ساتھی ہیں تو آپ کے نہیں ہیں ضرار اس کی گردن اتار دو، گردن اتار دی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر ناراض ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا جائے حضرت صدیق اکبر نہیں مانے تو حضرت عمر نے اقتدار سنبھالتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو منصب سے معزول کر دیا کیونکہ انہوں نے مالک بن نویرہ کا قتل کیا تھا۔

جب کہ یہ حضرت فاروق اعظم پر کھلا جھوٹ ہے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول ضرور کیا تھا مگر اس کی وجہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خود ارشاد فرمائی کہ لوگوں کا اعتماد فتوحات کے سلسلے میں اللہ کی بجائے خالد پر نہ ہو جائے۔ اس سے مالک بن نویرہ

کے قتل کا کوئی تعلق نہیں یہ روایت حضرت فاروق اعظم مشہور سیرت سے مطابق نہیں رکھتی لہذا یہ روایت جھوٹی ہے جو حضرت عمر فاروق اور حضرت خالد بن ولید کو بدنام کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے۔

(اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع ص 43)

صحابہ کرام کے مقام و مرتبہ اور تاریخی روایت کے قبول کرنے کے اصولوں کے بعد قارئین یہ ذہن نشین فرمالیں کہ حضرت امیر معاویہ ہو یا حضرت علی یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھم یہ سب کے سب مجتہد تھے اگر ہم ان کی آراء کو اس نظریہ سے دیکھیں گے تب بھی روافض کی بخیہ دری کا پردہ چاک ہوتا نظر آئے گا کیونکہ بخاری شریف میں رویت موجود ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مجتہد سے خطا بھی ہوتی ہے اور وہ درستگی کو بھی پہنچتا ہے اور جس مجتہد سے خطا ہوئی اللہ اس کو بھی ایک اجر عطا فرماتے ہیں اور جس کے رائے درست ہوئی اللہ تعالی اس کو دو اجر عطا فرماتے ہیں گویا اجر سے محروم کوئی بھی نہیں ہوتا حضرت علی حضرت امیر معاویہ حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کیونکہ یہ سب حضرات مجتہدین میں سے تھے دونوں کی رائے اپنی اپنی جگہ پر صحیح تھی اپنی اپنی جگہ پر حق تھی ان میں سے ایک کا اجتہاد درستگی کو پہنچا اور ایک کا اجتہاد اس درجہ کا ہوا کہ اللہ پھر بھی ایک اجر عطا فرمائیں گے۔

مجتہد کے بارے میں ان معلومات کے بعد اب دیکھیں کہ ان حضرات کی آراء اپنے موقف پر کیا تھیں اور یاد رہے کہ دونوں کا موقف آپس میں لڑنا جھگڑنا مقصود ہی نہیں تھا کیونکہ جب دونوں حضرات سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اصلاح کی غرض سے جمع ہوئے ہیں نہ کہ لڑائی کی غرض سے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام خط میں واضح فرمادیا

"فالاصلاح نرید وننوی لتعود ھذہ الامۃ اخوانا"

ہم صرف اصلاح چاہتے ہیں تاکہ یہ امت دوبارہ رشتہ اخوت میں منسلک ہو جائے۔

اور حضرت قعقاع بن عمر رضی اللہ عنہ نے جب بصرہ میں ام المومنین رضی اللہ عنھا یہ پوچھا کہ آپ کس مقصد کے لیے تشریف لائیں تو فرمایا اے بیٹے لوگوں کے درمیان اصلاح کے لیے۔

(البدائیہ ج7ص225)

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جب سوال کیا گیا تو فرمایا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ علی مجھ سے افضل ہیں اور وہی خلافت کے حقدار ہیں لیکن کیا تم جانتے ہو کہ عثمان کو ظلماً قتل کیا گیا وہ میرے چچا زاد تھے میں تو صرف ان کے خون کا مطالبہ کرتا ہوں تم علی کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ قاتلین عثمان کو ہمارے حوالے کرے اور میں اس کا فرماں بردار بن جاؤں گا۔

(البدائیہ ج7ص321)

ان روایات سے ان حضرات کا موقف بالکل واضح ہو گیا کہ ہر ایک کا ارادہ اصلاح کا تھا نہ کہ جنگ کا اور مسئلہ بھی متعین ہوا وہ ہے خون عثمان رضی اللہ عنہ۔

اب دیکھیں کہ ان حضرات کی آراء کیا تھیں چنانچہ

1. حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ تھا بیعت پہلے اور قصاص بعد میں یہی امت مسلمہ اور نظام اسلامی کے بہترین مفاد میں سے ہے۔
2. حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ تھا قصاص پہلے بیعت بعد میں یہی امت مسلمہ اور نظام اسلامی کے بہترین مفاد میں سے ہے۔

یہ تھا دونوں حضرات کا موقف اور اہل حق کا اس بات پر اجماع ہے کہ دونوں فریق مخلص تھے اپنی غرض یا ذاتی مفاد ان دونوں میں سے کسی ایک کے پیش نظر نہیں تھا دونوں کی جدوجہد اور اقدام اسلام کے مفاد میں اور شریعت کے دائرہ میں تھے دونوں طرف کبائر صحابہ موجود تھے نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور نہ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی رائے میں تنہاء تھے جنگ کرنے کی غرض کسی ایک کی بھی نہیں تھی یہ فتنہ پروروں کی سازش کی وجہ سے ہوئی جس کا ذکر کرنا یہاں مقصود نہیں۔ اب ان حضرات کے اجتہاد اور آراء پر اہل السنت کا

موقف کیا ہے چنانچہ اس کے لیے ایک حوالہ پیش خدمت ہے حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب عقائد اسلام میں فرماتے ہیں:

ان کی صلح بھی حق کے لیے تھی ان کی لڑائی بھی حق کے لیے تھی ہر ایک گروہ نے اجتہاد کے مواقف عمل کیا پس جو مصیب ہے اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو مخطی ہے اس کے لیے ایک اجر بہر حال مصیب ہو یا مخطی ملامت سے ہر طرح دور ہیں درجات ثواب اور اجر میں فرق ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ ان لڑائیوں میں حق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جانب ہے اور ان کا مخالف خطا پر تھے لیکن یہ خطا خطاء اجتہادی تھی جس پر طعن وملامت ہر گز جائز نہیں چہ جائے کہ کفر وفسق کو ان کی طرف منسوب کیا جائے حضرت علی کا ارشاد ہے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم پر بغاوت کی ہے یہ نہ کافر ہیں نہ فاسق ہیں اس معاملہ میں حضرت معاویہ بھی تنہاء نہیں تھے بلکہ کم وبیش نصف صحابہ کرام ان کے ساتھ تھے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑئی کرنے والے کافر یا فاسق ہو تو نصف دین سے اعتماد اٹھ جائے گا۔

مزید فرماتے ہیں جنگ جمل ہو یا صفین یہ تمام جھگڑا حضرت عثمان کے قاتلوں کے قصاص کے بارے میں تھا خلافت کے بارے میں نہ تھا حضرت علی کی افضلیت اور استحقاق خلافت سب کو مسلم تھا چنانچہ علامہ تفتازانی کے حوالے سے نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان جو لڑائی جھگڑے جو پیش آئے وہ خلافت کے بارے میں نہ تھے بلکہ اجتہادی خطا کے سبب میں تھے (عقائد اسلام ص 111)

لہذا اس ساری عبارت سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ یہ دونوں حضرات مجتہد تھے مسلمان بھی تھے ان کا جھگڑا اصلاح کے لیے تھا نہ کہ خلافت کے لیے اس کی تائید اس حدیث میں موجود ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمائی کہ یہ میرا بیٹا مسلمانوں کے دو گروں میں صلح کرائے گا (ترمذی)

اس سے بھی واضح ہوا کہ یہ دونوں گروہ پکے سچے اور کامل مسلمان تھے اب ان دونوں مقدس گروہوں میں سے کسی ایک کے خلاف بھی لب کشائی کرنا گویا اسلام کو ایمان کو خیر آباد کہنا ہے دونوں طرف کے شہداء جنتی بھی ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیب بن نجبہ فرماتے ہیں صفین والے دن حضرت علی میرا ہاتھ پکڑے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے مقتولین پر جا کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "یرحمکم اللہ" اللہ تم پر رحم فرمائے پھر اپنی جماعت کے مقتولین کی طرف پلٹ گئے اور ان پر بھی رحم کی دعا کی جس طرح حضرت معاویہ کے ساتھیوں کے لیے کی تھی

(کنز الاعمال ج 11 ص 351)

اور ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوں ارشاد فرمایا ہمارے اور انکے یعنی اہل شام کے مقتولین جنتی ہیں اور خارجیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنمی قرار دیا ہے اور حضرت ابو امامہ نے انہیں "کلاب جہنم" جہنم کے کتے کہا ہے

(مدبرانہ دفاع ص 152)

لہذا ہر دونوں حضرات ایک دوسرے کی عزت وعظمت کے قائل بھی جنتی بھی مانتے تھے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا صلح فرمالینا ان حضرات کے عمل پر مہر کی حیثیت ہے کہ دونوں حضرات آپس میں رحماء بینھم کا مصداق تھے ہم میں سے کسی ایک آدمی کے لیے بھی یہ کوئی گنجائش نہیں کہ کسی ایک کے بارے میں بدزبانی کرکے ایمان سے محروم ہونے کا سبب بنیں ہمیں دونوں کا احترام کرنا چاہیے حضرت علی ہو یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم ہمارے سروں کے تاج ہیں حضرت امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا ہمارے ماں ہیں اور کسی حلالی بیٹے کو یہ زیبا نہیں دیتا کہ وہ ماں یا ماں کے بیٹے علی یا مومنین کے ماموں حضرت امیر معاویہ رضوان اللہ علیہ اجمعین پر زبان درازی کریں اللہ تعالی ہمیں صراط مستقیم پر گامزن فرمائے اور مسلک اہل السنت والجماعت کے ساتھ رکھے صحابہ کرام کی محبت ہمارے دلوں میں موجزن فرمائے۔ (آمین)

ملفوظات اوکاڑوی رحمہ اللہ

مولانا محمد علی ڈیروی

حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ نے فرمایا: پاک وہند میں اسلام کی دولت اہل السنۃ والجماعۃ احناف ہی لائے، دور برطانیہ میں کچھ لوگ کٹ کر اہل قرآن بن گئے، کچھ اہلحدیث، کچھ محمدی، کچھ احمدی، اہل السنۃ والجماعۃ بالترتیب چار دلائل شرعیہ کو مانتے ہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع اور قیاس۔

"سنت" کے باغی کو قرآن میں "ملعون" تو کہا گیا ہے اہل قرآن اور اہلحدیث نہیں کہا گیا، "والجماعۃ" کے مخالف کو قرآن وحدیث میں جہنمی اور لقمہ شیطان تو کہا گیا ہے لیکن اہلحدیث نہیں کہا گیا، "فقہ" کے منکر کو حدیث میں منافق اور شیطان تو کہا گیا ہے مگر اہلحدیث ہر گز نہیں کہا گیا۔ جو لوگ سنت، جماعت اور فقہ کو چھوڑ کر اہلحدیث بنے ہیں وہ آج تک قرآن وحدیث سے اپنا نام بھی ثابت نہیں کر سکے کہ اللہ تعالی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کے باغی، جماعت کے مخالف اور فقہ کے منکر کو اہلحدیث کہا ہو بلکہ ملکہ وکٹوریہ سے پہلے ان معنوں میں یہ لفظ کسی اسلامی کتاب میں استعمال نہیں ہوا، یہ لوگ متروک العمل احادیث کے بہانے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو مٹاتے ہیں اور اجماع کے مقابلہ میں اتباع ہوی اور فقہ کے مقابلے میں اپنی خودرائی (اعجاب کل ذی رای برایہ) اور حدیث نفس پر عامل ہو کر اہل حدیث کہلاتے ہیں۔

1: اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے کہ ائمہ اربعہ منعم علیہم میں شامل ہیں ان کی رہنمائی میں چلنا ہی صراط مستقیم ہے جو شیطان کے چیلے ان سے کٹ کر مغضوبین اور ضالین میں جا ملے ہیں وہ ساری امت کے خلاف یہ جھوٹ بکتے ہیں کہ ائمہ خدا رسول کی راہ پر چلانے والے نہیں بلکہ اس سے ہٹانے والے ہیں۔

2: حضرات انبیاء علیہم السلام سب کے سب اپنے ہر ہر اجتہادی فیصلے میں ماجور رہیں اللہ تعالی ان کی خطا پر بھی اجر عطاء فرماتے ہیں اور شیطان ان کے صواب پر چیختے اور بھونکتے رہتے ہیں۔

3: اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے جبکہ غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام خود اجتہاد فرمائیں گے وہ اور آپ کا کوئی ساتھی بھی لامذہب غیر مقلد نہ ہوگا ثبوت بذمہ مدعی۔

4: ائمہ اربعہ سے قبل بلکہ ملکہ وکٹوریہ سے قبل زمانہ میں نہ کوئی مرزائی تھا نہ پرویزی نہ غیر مقلد، کسی صحابی، کسی ایک تابعی، کسی ایک تبع تابعی، کسی ایک فقیہہ کسی ایک سلطان اسلام کسی ایک مفسر کسی ایک محدث کے بارے میں ایک بھی معتبر حوالہ پیش نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ تقلید کرتا تھا بلکہ غیر مقلد تھا۔ اسلام کی ابتدائی بارہ صدیوں میں فی صدی صرف ایک غیر مقلد یعنی بار سو سال میں صرف بارہ غیر مقلدوں کا نام ثابت کر دیں۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

5: الحمدللہ آج اس پورے ملک میں اسلام کی جو رونق نظر آرہی ہے کروڑوں کافروں کو اسلام کا کلمہ اہل السنۃ والجماعۃ احناف نے ہی پڑھایا ہے اور وہ کروڑوں کافر اہل السنۃ والجماعۃ حنفی ہی بنے، کلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، رہنمائی امام کی ہے، غیر مقلدیت کا دور آیا تو کسی کافر کو تو کیا کلمہ پڑھاتے، کلمہ پڑھنے والے ختم نبوت کا انکار کر گئے۔ کلمہ پڑھنے والے ہی منکر قرآن بن گئے، کلمہ پڑھنے والے ہی اہل قرآن بن گئے، کلمہ پڑھنے والے ہی اہل السنۃ والجماعۃ سے باغی ہو کر اہل حدیث بن گئے۔ کیا آپ کافر کو یہ کلمہ پڑھائیں گے کہ ائمہ کو گمراہ کنندہ اور مقلدین کو گمراہ سمجھو، آپ کا تو کلمہ یہی ہے۔

(تجلیات صفدر ج5ص510تا512)

غیر مقلدیت اور قادیانیت کے مشترکہ مسائل

مولانا محمد اشفاق ندیم حفظہ اللہ

تقلید ہر بے راہ روی کا توڑ ہے۔ ہر باطل کے پاس پہلے والے باطل لوگوں کے تیر و ترکش موجود ہیں۔ جیسے کہتے ہیں "نئے شکاری جال پرانا"۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرتے ہوئے کوئی آدمی بھی ضلالت اور گمراہی میں نہیں پڑ سکتا۔ ہاں خود اجتہادی اور خواہشات نفسانی کی آڑ میں آدمی کے گمراہ ہونے تو کیا اسلام سے خارج ہونے کے بھی قوی احتمالات موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے بعد کے اٹھنے والے فتنے دو دھڑوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔

۱: جنہوں نے سرے سے تقلید کا انکار کیا۔ اس میں اہل ظواہر سے لے کر موجودہ دور تک کے فتنے مثلاً غیر مقلدیت و مرزائیت وغیرہ شامل ہیں۔

۲: جنہوں نے عملاً تقلید کا انکار اور قولاً تقلید کا اقرار بڑے زور و شور سے کیا۔ پہلے دور کے معتزلہ سے لے کر آج کل کے بدعتیوں بریلویوں و مماتیوں وروافض تک کے لوگ اس میں شامل ہیں۔

ہر بعد میں آنے والے باطل نے اپنی طرف سے کوئی اصول گمراہی وضع نہیں کیا بلکہ پہلے گمراہ گروہوں کے عقائد کو چمکدار اسلامی لیبل لگا کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے، اور یہ طبقہ ان لوگوں کی تقلید میں چلا ہے جن کو امت مسلمہ نے ان کے غلط عقائد اور نظریات کی وجہ چھوڑ کر اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کر دیا تھا۔

قارئین کرام! آج ہم آپ کی خدمت میں تقلید سے بیزار دو فرقوں کے چند مشترکہ مسائل کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے آپ بخوبی جان لیں گے کہ ان کا آپس کا چولی دامن کا ساتھ ہے، فرق صرف نام کا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱: جس طرح غیر مقلدین نے تقلید کو شرک اور کار شیطان بتلانے کے ساتھ ساتھ رد تقلید پر کتابیں لکھیں اسی طرح مرزے نے بھی تقلید کا انکار اور رد تقلید میں کتب تحریر کیں۔

(الکلام المفید فی اثبات التقلید ص:۱۸۷)

مسئلہ نمبر ۲: جس طرح غیر مقلدین کے ہاں مسافت سفر ۳ میل یا احتیاطاً ۹ میل ہے۔

(نماز نبوی ص: ۲۴۳)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی مدت قصر کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ جس کو تم پنجابی میں 'وانڈا' کہتے ہو، اس میں قصر ہونا چاہیے۔ میں نے سوال کیا اس میں کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے کہا نہیں پس جس کو تم وانڈا سمجھتے ہو اس میں قصر جائز ہے۔

(سیرت مھدی از مرزا بشیر ج:۳ ص:۵۳)

مسئلہ نمبر ۳: غیر مقلدین جرابوں پر مسح کرنے کے قائل ہیں۔

(صلوۃ الرسول ص:۱۰۶)

نوٹ: مرزا بھی جرابوں پر مسح کا قائل نہ ہوتا جبکہ وہ پھٹی پرانی جرابوں پر مسح کرنے کا بھی قائل تھا۔

(سیرت مھدی از مرزا بشیر ج:۲ ص: ۱۲۷)

مسئلہ نمبر ۴: غیر مقلدین حدیث صحیحہ "تحت السرۃ" والی کے خلاف خارج از صحاح ستہ سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

(صلوۃ الرسول ص:۸۸ ملخصاً)

جبکہ مرزے کا عمل بھی غیر مقلدوں والا ہی تھا۔ وہ خود لکھتا ہے: باوجود اس کے کہ شروع عمر میں بھی ہمارے ارد گرد سب حنفی تھے مجھے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا کبھی پسند نہیں ہوا بلکہ طبعیت کا میلان ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی طرف رہا ہے۔

(سیرت مھدی از مرزا بشیر ج:۱ ص:۱۰۳)

نیز لکھا ہے کہ بحالت نماز ہاتھ سینے پر باندھتا تھا۔ (سیرت مہدی ج:۳ص:۲۶۵)

مسئلہ نمبر۵ : غیر مقلدین ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کے قائل ہیں اور اس کو سنت نبویہ غیر منسوخہ سمجھتے اور قرار دیتے ہیں۔

(تیسر الباری از وحید الزمان غیر مقلد ج:۵ص:۶۹۸)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا قائل تھا۔

(سیرت مہدی ج:۳ص:۶۳)

مسئلہ نمبر۶: غیر مقلدین سفر اور حضر میں خرابی موسم میں جمع بین الصلوتین کے قائل ہیں۔

(نماز نبوی از ڈاکٹر شفیق غیر مقلد ص:۲۴۷)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی جمع بین الصلواتین کا عملاً قائل تھا۔

(سیرت مہدی ج:۳ص:۲۲۰)

مسئلہ نمبر۷ : غیر مقلدین آمین بالجہر [شرارتاً] زور سے کہتے ہیں۔

(صلوۃ الرسول از صادق سیالکوٹی غیر مقلد ص:۱۹۵)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی آمین بالجہر کا قائل تھا۔

(سیرت مہدی ج:۳ص:۶۴)

مسئلہ نمبر۸: غیر مقلدین نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔

(صلوۃ الرسول از صادق سیالکوٹی غیر مقلد ص:۱۹۵)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی رفع یدین کرنے کا قائل تھا۔

(سیرت مہدی ج:۲ص:۴۹)

مسئلہ نمبر۹ : غیر مقلدین نماز میں قراۃ خلف الامام کرتے ہیں۔

(نماز نبوی از ڈاکٹر شفیق غیر مقلد ص:۱۸۵)

اسی طرح مرزا قادیانی بھی نماز میں قراۃ خلف الامام کا قائل تھا۔

(سیرت مہدی ج:۳ص:۶۴)

مسئلہ نمبر۱۰ : غیر مقلدین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی دیے جانے کے قائل ہیں۔مولوی اشرف سلیم غیر مقلد لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معراج کرائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر۔

(میزان المتکلمین ص:۱۳۶)

اسی طرح مرزا بھی رفع عیسیٰ علیہ السلام کا قائل نہ تھا بلکہ خود مسیح موعود ہونے کا دعوی کرتا تھا۔

(کشتی نوح ص48)

مرزا غیر مقلد ہی تھا:

نمبر۱: خود بیوی کا اقرار ہے کہ مرزا صاحب اہلحدیث تھے۔ (سیرت مہدی ج:۱ ص:۵۷)

نمبر۲: غیر مقلدیت مرزا کا سسرال اور مرزا ان کا داماد تھا۔

(سیرت مھدی ج:۱ ص:۵۷)

نمبر۳: غیر مقلد تھا تبھی تو نذیر حسین دہلوی نے نکاح پڑھایا۔

(سیرت مھدی ج:۱ ص:۵۷)

نمبر۴: مرزے کا استاد مولوی فضل احمد گوجرانوالی غیر مقلد تھا اور دوسرا سید گل شیعہ تھا۔

(سیرت مھدی ج:۱ ص:۲۵۱)

نمبر۵: مرزا قادیانی اور محمد حسین بٹالوی غیر مقلد ہم مکتب تھے۔

(سیرت مھدی ج:۱ ص:۲۵۸)

نمبر۶: مرزا قادیانی غیر مقلد تھا تبھی تو محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ پر تقریظ لکھی۔

(سیرت مھدی ج:۱ ص:۲۶۵)

نمبر۷ : خاکسار (مرزا قادیانی) کے نزدیک فرقہ اہل حدیث اپنے اصل کے اعتبار سے نہایت قابل قدر ہے۔

(سیرت مھدی ج:۲ ص:۲۹)

نمبر۸ : مرزاعقائد اور تعامل کے لحاظ سے اہلحدیث تھا۔

(سیرت مھدی ج:۲ص:۴۹)

نمبر۹ : غیر مقلد تھاتواس لئے ان سے ملاپ زیادہ تھا۔

(سیرت مھدی ج:۱ص:۵۷)

نمبر۱۰: مرزا قادیانی کے مسائل اور عقائد سارے کے سارے غیر مقلدوں والے تھے۔مثلاً آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ۔

(سیرت مھدی ج:۳ص:۶۴،ج:۱ص۱۶۲)

قارئین کرام: ہم مرزا قادیانی کی غیر مقلدیت پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈال چکے اور آپ دلائل وبراہین کے ساتھ اس کی بحث ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ہر ذی شعور شخص جانتا ہے بر صغیر پاک وہند میں مذکورہ تمام افکار واعمال طبقہ غیر مقلدین کے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو فکر صحیح فہم سلیم اور حقیقت پسندی کا ذوق لطیف عطا فرمائے۔آمین

اپنے دامن کے لئے خار چنے ہیں خود تم نے اب اگر چبھتے ہیں تو شکایت کیسی ؟؟؟

شیخ الہند کی جرات

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ جب مالٹا میں اسیر تھے تو ان کو بہت سخت تکلیفیں دی گئیں۔حتیٰ کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا:حضرت! کوئی ایسا لفظ بول دیجئے کہ فرنگی آپ کو تکلیف دینا بند کر دے۔فرماتے ہیں جب میں نے یہ بات کہی تو شیخ الہند نے میری طرف دیکھ کر کہا: حسین احمد !تم کیا سمجھتے ہو؟ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال کا،امام ابو حنیفہ کا،امام احمد بن حنبل کا،میں روحانی فرزند ہوں حضرت مجدد الف ثانی کا،شاہ محدث دہلوی کا۔یہ لوگ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں لیکن میرے دل سے ایمان کو نہیں نکال سکتے۔ مولانا اشفاق

ڈیٹ ایکسپائر

"علامہ" وحید الزمان

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں کس قدر ابدی حقیقتوں کو بیان فرمایا ہے کہ باطل چلا گیا ہے اور باطل جانے ہی والا ہے۔

" جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا "

(الاسراء:81)

باطل کی وقتی کرّ وفرّ ،وضع داری اوراچھل کود بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہے ، لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان کی تمام مساعی اکارت جاتی ہیں اور وہ تاریخ کے کباڑ خانے کا حصہ بن جاتے ہیں۔غیر تو غیر خود ان کے خوشہ چین بھی پھر نقطہ چینی پر اتر آتے ہیں اور اس سے بڑی ناکامی کیا ہوگی کہ خود اپنے گھر کو اپنے ہی گھر کے چراغ سے آگ لگ جائے۔۔ ایسے واقعات سے تاریخ کا سینہ اٹا پڑا ہے لیکن سر دست میں جماعت اہلحدیث کے ان کرم فرماؤں کا ذکر کروں گا جن کا اوڑھنا بچھونا مسلکِ اہلِ حدیث کی خدمت تھا ۔مگر جوں ہی زمانہ شباب کو عالم پیری کا سامنا ہوا تو قافلہ اہل حدیث اپنی الحادی تیز روی کو باعث اور خرام رو رہنماوں کو ساتھ لے کر نہ چل سکا اور ان کی جھریوں بھرے چہرے پر تحقیق کا تھپڑ مار کر آگے گزر گئے۔ جو کل تک مسلکِ اہلِ حدیث کے لئے رفعتِ افلاک تھے اب ذرہ خاک بنے طاق نسیاں میں رکھے ہوئے اہل حدیثوں کی اس طوطا چشمی پر نوحہ کناں ہیں اور ہونا بھی چاہیے کہ باطل کی نسل نہیں چلتی۔ ان کے اخلاف اپنے اسلاف کی پگڑیاں اچھالتے ہیں۔جو اہل حدیث اس وقت زیر زمین ہیں وہ "ڈیٹ ایکسپائر" ہونے کے باعث

مع اپنی تحاریر وتقاریر کے مسلک اہل حدیث کے نزدیک متروک، مجہول اور مردود ٹھہرے اور جو اس وقت سطح زمین پر گل کھلانے میں مصروف ہیں عنقریب ان کی تگ وتاز ان کی خدمات اور مساعی غیر جمیلہ بھی اپنے سابقہ پیش آوروں کی طرح انکے ساتھ ہی دفن ہو جائیں گی۔ قرآن نے سچ کہا ہے

"إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا"

انہی ڈیٹ ایکسپائر لوگوں میں سے ایک "علامہ" وحید الزمان بھی ہے۔ جس نے زندگی میں مسلک غیر مقلدیت کی خدمت کی اور آج کے غیر مقلدین اسی "علامہ" کے اردو تراجم حدیث پڑھتے ہیں، لیکن جب اس کی قلم سے نکلنے والے تلخ حقائق عوام کے سامنے لائے جاتے ہیں تو غیر مقلدین کہتے ہیں: "یہ ہمارا نہیں، اس کی کتابوں کو آگ لگادو!" وغیرہ۔ حالانکہ "علامہ" صاحب پکے غیر مقلد تھے، ان کے فقہی مسائل غیر مقلدین والے ہیں۔

چند مسائل درج ذیل ہیں۔

مسئلہ نمبر 1:

اما تقلید مجتهد معين فى جميع المسائل والتزامه بدعة مذمومة ۔

(نزل الابرار ص:۷)

ترجمہ: تمام مسائل میں ایک معین مجتہد کی تقلید کا التزام کرنا بدعت ہے۔

اور موجودہ دور کے مشہور غیر مقلد ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں: کلام ہے تو تقلید شخصی میں ہے جو یقینا بدعت ہے اور جسے ہم برملا بدعت کہتے ہیں۔

(مقالات اثری ج:۱ص:۲۲۱)

مسئلہ نمبر 2:

ہر قسم کی جرابوں پر مسح جائز ہے۔

(نزل الابرار ص:۳۹)

اور موجودہ دور کے غیر مقلدین کا نظریہ بھی یہی ہے کہ جرابوں پر مسح جائز ہے خواہ موٹی ہوں یا باریک خواہ پھٹی پرانی ہی کیوں نہ ہوں۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج:۱ ص: ٦٧)

مسئلہ نمبر3:

یجوز المسح علی العمامۃ ۔

(نزل الابرار ص:۳۱، کنز الحقائق ص:۱۱)

ترجمہ: پگڑی پر مسح جائز ہے۔

اور مولوی یونس غیر مقلد لکھتا ہے: عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے

(دستور المنتقیٰ ص:۵۹، نماز نبوی ص۷۷)

مسئلہ نمبر4:

وحید الزمان کے نزدیک وضو کے شروع میں تسمیہ ضروری ہے۔

(کنز الحقائق ص:۱۱)

یہی بات ڈاکٹر شفیق الرحمن نے لکھی ہے: وضو کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے۔

(نماز نبوی ٦٧)

مسئلہ نمبر5:

مس ذکر ناقص وضوء ہے

(کنز الحقائق ص؛۱۲)

موجودہ دور کے غیر مقلدین کا نظریہ: ذکر اور فرج کو یا تھ لگانے سے ،اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(دستور المنتقیٰ ص؛٦٣، نماز نبوی ص:۷۸)

مسئلہ نمبر6:

نماز میں قہقہہ ناقض وضوء نہیں۔

(کنزالحقائق ص:12)

موجودہ دور کے غیر مقلدین کا نظریہ: نماز میں کھکھلا کر ہنسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن صحیح حدیثوں کے بموجب وضوء کا ٹوٹنا ثابت نہیں ہوتا۔

(دستور المتقی ص:۶۳)

مسئلہ نمبر7:

تحیۃ المسجد ضروری ہے۔

(نزل الابرار ص۱۱۸)

مبشر ربانی غیر مقلد لکھتے ہیں: جب بھی کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو اسے دو رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھنا نہیں چاہیے۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج:۲ ص:۲۱۹)

مسئلہ نمبر8:

وتر کم از کم ایک رکعت ہے

(نزل الابرار ص:۱۲۲)

موجودہ دور کے غیر مقلدین کا نظریہ: وتر کم از کم ایک رکعت مشروع ہے۔

(رسول اکرم کا صحیح طریقہ نماز ص:۵۷۳)

مسئلہ نمبر 9:

تین رکعات وتر دو تشہد اور ایک سلام سے پڑھنا ممنوع ہے۔

(نزل الابرار ص:۱۲۳،۱۲۲)

مولوی محمد علی جانباز تین رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:"اکٹھے پڑھے، درمیان میں التحیات کے لیے نہ بیٹھے بلکہ آخر میں التحیات پڑھ کر سلام پھیر دے۔

(صلوۃ المصطفی ص311)

مسئلہ نمبر10:

وتر میں قنوت "اللھم اھدنی فیمن ھدیت" رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر بلند آواز سے پڑھنی چاہیے۔

(نزل الابرار ص:۱۲۳)

اور غیر مقلدین بھی وتر میں قنوت "اللھم اھدنی" رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں۔

(صلوۃ المصطفی ص316)

مسئلہ نمبر11:

نماز تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھنا راجح ہے۔

(نزل الابرار ص:۱۲۶)

مبشر ربانی غیر مقلد لکھتے ہیں: آپ ﷺ کی سنت نماز تراویح میں آٹھ رکعات ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۱ ص:۳۰۴)

مسئلہ نمبر12:

نماز تہجد اور تراویح ایک ہیں۔

(نزل الابرار ص:۱۲۶،۱۲۷)

غیر مقلدین: ماہ رمضان میں تہجد اور قیام رمضان الگ الگ نہیں، بلکہ ایک ہی نماز ہے

(نماز نبوی ص:۲۴۱،آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۱ ص:۳۰۲)

مسئلہ نمبر13:

فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔

(نزل الابرار ص:۱۳۰)

موجودہ دور کے غیر مقلدین: فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مناسب ہے۔

(دستور المنتقی ص:٦٦،صلوۃ الرسول ص؛۱۱۳)

مسئلہ نمبر14:

”ولا یجوز له الشروع فی ای صلوۃ اذا اقیمت الصلوۃ المکتوبة ولا فرقه بین رکعتی الفجر وغیرھا فی ھذا الحکم ولا بین ان یودیھا فی المسجد ام خارجه عند بابه وقول الاحناف انه یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد مردود بنص الحدیث“

(نزل لابرار ص؛۱۳۳،۱۳۲)

کہ جب صبح کی نماز کھڑی ہو جائے تو سنتیں ادا کرنا درست نہیں۔

موجودہ دور کے غیر مقلدین: اگر نماز ایسے وقت میں پہنچیں کہ جماعت کھڑی ہو گئی ہو اور سنتیں آپ نے نہ پڑھی ہوں تو پھر جماعت کے پاس سنتیں مت پڑھنی شروع کر دیں کیو نکہ جماعت کے ہوتے ہوئے پاس کوئی نماز نہیں ہوتی۔

(صلوۃ الرسول ص:۲۸۵، نماز نبوی ص:۲۱۷، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۱ ص:۲۰۰)

مسئلہ نمبر15:

نماز میں قرآن کریم سے دیکھ کر تلاوت کرنا جائز ہے۔

(نزل الابرار ص:۱۳۱)

مبشر ربانی غیر مقلد لکھتے ہیں: نماز میں قرآن مجید کو اٹھا کر قرآت کرنا جائز و درست ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۳۱)

مسئلہ نمبر16:

نماز جمعہ شہر، گاؤں اور جنگل میں بھی جائز ہے۔

(نزل الابرار ص:۱۵۲)

ڈاکٹر شفیق الرحمن لکھتا ہے: گاؤں میں بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے

(نماز نبوی ص:۲۵۰)

مسئلہ نمبر17:

عیدین کی تکبیریں بارہ 12 ہیں

(نزل الابرار ص:۱۵۷)

ڈاکٹر شفیق الرحمن لکھتا ہے: عیدین کی تکبیریں بارہ ہیں۔

(نماز نبوی ص:۲۶۳)

مسئلہ نمبر18:

عیدین کی نماز کے لئے عورتوں کا عید گاہ کی طرف نکلنا مستحب ہے

(نزل الابرار ص:۱۵۹)

غیر مقلدین: عیدین کے موقع پر شوکت اسلام کے اظہار کے لئے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مردوں کے ہمراہ میدان میں نماز عید ادا کریں۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج:۱ ص:۴۱۴، صلوۃ الرسول ص:۳۳۳)

مسئلہ نمبر19:

غائبانہ نماز جنازہ درست ہے

(نزل الابرار ص:۱۷۳)

غیر مقلدین: ہمارا رجحان جواز کی طرف ہے۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج:۱ ص:۱۶۴، حاشیہ نماز نبوی: ص:۲۹۶)

مسئلہ نمبر20:

میت اگر مرد ہو تو امام سر کے سامنے کھڑا ہو گا اور اگر عورت ہو تو اس کے درمیان کھڑا ہو گا۔

(نزل الابرار ص:۱۷۳)

یہی بات ڈاکٹر شفیق نے نماز نبوی ص:۲۹۲ پر لکھی ہے۔

مسئلہ نمبر21:

نماز جنازہ میں فاتحہ کی قرات کی جائے

(نزل الابرار ص:۱۷۳)

غیر مقلدین: تکبیر اولیٰ کے بعد فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔

(نماز نبوی ص:۲۹۳،دستور المتقی ص:۱۸۰،آپ کے مسائل اور ان کا حل:۲۴۴)

مسئلہ نمبر22:

ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک کلمہ سے ہوں یا الگ الگ کلمات سے ایک واقع ہوتی ہے۔

(نزل الابرار ص: ج:۳ص:۸۴)

اور غیر مقلدین کے فتاوی میں درج ہے: کتاب و سنت کی رو سے ایک مجلس میں سی ہوئے بیک وقت تین طلاقیں دینے سے ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ج:۱ص:۳۷۴،آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۱ص:۳۷۷)

مسئلہ نمبر23:

جلسہ استراحت سنت ہے۔ (کنز الحقائق ص:۲۰)

مولوی یونس غیر مقلد "سنت کے مطابق نماز پڑھنے کی کیفیت" کا عنوان قائم کرتا ہے اور اس میں جلسہ استراحت کرنے کا ذکر بھی کرتا ہے۔

(دستور المنتقی ص:۸۲، نماز نبوی ص:۱۹۰)

عالمی تربیتی و اصلاحی

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

زیرِ سرپرستی: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم زید مجدہم

منتظم اعلیٰ: مولانا حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

نورِ نبوت کی شمع روشن رکھنے کے لئے

حکیم الامت مجدد ملت حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہٗ اور ان کے خلفائے کرام کی علمی، تدریسی، تصنیفی، تربیتی و اصلاحی تعلیمات کو اجاگر کرنے کے لئے

عظیم الشان اجتماع

۲۹ مارچ ۲۰۱۲ء مطابق ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

بروز جمعرات تا اتوار

رابطہ:

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید صاحب 03332175725
مولانا مفتی محمد نعیم صاحب 03332375446
مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب 03222031853
مولانا مفتی غلام محمد صاحب 03323028791
مولانا سید محمد یوسف صاحب 03333575585

مقام: جامعہ اشرف المدارس کراچی، گلستان جوہر بلاک-12، کراچی (پاکستان)

9 بجے تا 4 بجے رابطہ: **8233744** (0300,0332, 0312)

Email: jamia1974@gmail.com

نوٹ: براہ کرم موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں۔ شکریہ!
شرکاء جلسہ کے لئے کینٹین سے مناسب قیمت پر کھانے کا انتظام ہے۔